بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان

ماہ نامہ

علم و عمل لاہور

78

جلد نمبر 7
شمارہ نمبر 6

اپریل 2010ء
جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

زیر سرپرستی: مصلح الامت شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

القرآن

ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں، سو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

الحجرات: 10

الحدیث

اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے محبوب وہ ہے جو اُن میں سے سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچانے والا ہو۔

المعجم الاوسط

انڈونیشیا کی مسجد

قیمت فی شمارہ 10 روپے یہ رسالہ آپ اپنے ہاکر سے بھی طلب کر سکتے ہیں۔

دین کے کام میں آگے بڑھئے یہ رسالہ اوروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
نیکیاں سیو Save (محفوظ) کیجئے اور گناہوں کو ڈلیٹ Delete (ختم) کیجئے
از مدیر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دونوں جہانوں میں عزّت چاہیے یا نہ؟ ← پھر ہمیشہ کے لیے چاہیے یا عارضی؟......

قلعہ نما گھر بنگلہ/محل چاہیے یا نہ؟......... ← دائمی چاہیے یا عارضی؟.........

ہرے بھرے باغات چاہیئں یا نہ؟......... ← مستقل چاہیئں یا عارضی؟.........

غلّہ/راشن چاہیے یا نہ؟......... ← ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یا عارضی؟.........

بیڈ، بسترے، برتن چاہیئں یا نہ؟......... ← مستقل طور پر چاہیئں یا عارضی؟.........

اُڑنے والی لیٹسٹ ماڈل سواریاں چاہئیں یا نہ؟...... ← مستقل طور پر چاہیئں یا عارضی؟.........

خادم، غلام وغیرہ چاہئیں یا نہ؟......... ← مستقل طور پر چاہیئں یا عارضی؟.........

(آپ مرد ہیں تو) حوریں چاہیئں یا نہ؟......... ← ہمیشہ کے لیے یا عارضی؟.........

(آپ عورت ہیں تو) ملکہ بننا چاہتی ہیں یا نہ؟.. ← پھر ہمیشہ کے لیے یا عارضی؟.........

رضاءِ الٰہی چاہیے یا نہ؟......... ← دائمی یا عارضی؟.........

دیدارِ الٰہی چاہیے یا نہ؟......... ← مستقل (وقفہ وقفہ سے) یا عارضی؟.........

اگر آپ کے نزدیک ان سب سوالات کے جوابات چاہیئے/چاہیئں اور ہمیشہ کے لیے چاہیئں والے ہیں تو پھر...... آج ہی سے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے نیک نیّت سے اچھے اعمال سنّت کے مطابق کیجئے، بڑھایئے اور سیو (محفوظ) کیجئے۔ یعنی کفریہ کلمات، غیبت اور اِحسان جتلا کر یا کسی صاحب یا صاحبہ کو تنگ کر کے نیکیاں ضائع نہ ہونے دیجئے۔

نیز اپنے گناہوں کو توبہ کے ذریعہ فوراً ڈلیٹ (ختم) کیجئے۔ جیسے کوئی گندہ میسیج سمجھ دار نیک شخص اپنے فون میں محفوظ نہیں رکھتا تو پھر ہم اچھے سمجھ دار بنے بیٹھے ہیں کہ گناہوں کو اعمال نامہ میں سیو (محفوظ) کیئے ہوئے ہیں۔ پچھلے گناہوں کو بذریعہ توبہ فوراً ڈلیٹ (ختم) کر دینا چاہیئے آئندہ گندگی (گناہوں) سے بچیئے۔ خدانخواستہ گناہ ہو جائے تو فوراً اپنے نامہ اعمال سے ڈلیٹ (ختم) کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین

اٰمِیْن ثُمَّ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس شمارے میں

صفحہ نمبر

خواتین کا علم وعمل

بچوں کا علم وعمل

بدعا

الحاج حضرت

محمد عشرت علی قیصر صاحب

دامت برکاتہم

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا

صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

صدر جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مدیر

محمد عتیق الرحمٰن

مدرّس وخادم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مجلسِ مشاورت

حضرت مولانا

مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب — شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم، کراچی

قاری محمد اسحاق صاحب — مدیر ماہ نامہ محاسن اسلام، ملتان

مولانا عبد الرحمٰن صاحب — مدرس جامعہ اشرفیہ، لاہور

مولانا محمد نوید صاحب — جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

ترتیب وتزئین

مولانا محمد طیب الیاس صاحب — مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مسئول (سرکولیشن منیجر)

بھائی عبد الرشید صاحب

کمپوزنگ: مولانا زین العابدین صاحب

ڈیزائننگ: مولانا سعید قاسم صاحب

سالانہ قیمت جو پہلے پہنچانا ضروری ہے

قیمت فی شمارہ =/10 روپے

زرِ سالانہ مع ڈاک خرچ -/150 روپے

جو احباب منی آرڈر نہ کرسکیں وہ بذریعہ فون یا خط اپنا پتہ ارسال کردیں آپ کو رسالہ -/250 روپے

سالانہ میں وی پی بھیج دیا جائے گا ان شاء اللہ

وی پی کی صورت کے علاوہ ڈاکیہ کو پیسے ہرگز نہ دیں

بیرون ممالک کیلئے زرِ سالانہ مع ڈاک -/25 ڈالر (-/2000 روپے)

عالم اطلاع

بفضل اللہ ہر انگریزی ماہ کی 26/27 تاریخ کو روانہ کیا جاتا ہے۔

خط وکتابت: جامعہ عبداللہ بن عمر

23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سُوا گجومتہ نزد کاہنہ نو، لاہور

موبائل 0321-8898258 ☎ 042-35272280 ☎ 042-35272270

aibneumar@yahoo.com

www.ibin-e-umar.edu.pk

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا
محمد سرفراز خان صفدر صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ

یہودی نہ مانے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَلَمَّا جَآءَھُمْ	كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	مُصَدِّقٌ لِّمَا
اور جس وقت آئی ان کے پاس	اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب	جو تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی

مَعَهُمْ	وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ	يَسْتَفْتِحُوْنَ
جو ان کے پاس ہیں	اور تھے وہ اس سے پہلے	فتح کے لیے توسل (وسیلہ) حاصل کرتے

عَلَى الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَلَمَّا جَآءَهُمْ	مَّا عَرَفُوْا
ان لوگوں کے خلاف	جو کافر ہیں	پس جس وقت آئی ان کے پاس	وہ ذات جس کو انہوں نے پہچان لیا

كَفَرُوْا بِهٖ	فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿89﴾
اس کا انکار کر گئے	پس اللہ کی لعنت ہو کافروں پر

قرآن کا ماننا ہی سب کا ماننا ہے:

”اور جس وقت ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب آئی“۔ یعنی قرآن پاک، ”یہ قرآن پاک ان کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں تصدیق کرنے والا ہے“ جب یہ کتاب اُن (گذشتہ کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے تو جب اس کو نہ مانا تو اُن کو بھی نہ مانا۔ ہاں! اگر قرآن اُن کے خلاف ہوتا تو پھر تو کہہ سکتے تھے کہ ہماری کتابوں میں کچھ اور ہے، یہ کچھ اور کہتا ہے لہٰذا ہم نہیں مانتے۔

دو تفسیریں يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ”فتح کے لیے توسل حاصل کرتے تھے کافروں کے خلاف“ (1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کافروں کے سامنے بیان کرتے تھے کہ ایک پیغمبر نے آنا ہے اور اُن کی یہ یہ خوبیاں ہوں گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا لوگوں کے سامنے ذکر کرتے تھے، حقیقت کھول کر بیان کرتے تھے پس جس وقت ان کے پاس وہ ذات آئی جس کو وہ پہچان چکے تھے تو اس کا انکار کر دیا۔

(2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعائیں مانگتے تھے، کہتے تھے ”اے پروردگار! نبی آخر الزمان کے وسیلہ سے ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح نصیب فرما“۔ اب ”وسیلہ“ تو اسی کا ہو گا جس کے ساتھ کچھ تعظیم کا تعلق ہو گا۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے تھے، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو اب ساری تعظیم کو بھول بھال کر مخالفت پر کمر کس لی)۔ ”پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے کافروں پر“۔

اپنے بھائی کی تکلیف کو سمجھے یہ مجھ پر تکلیف ہے۔ (صدرِ جامعہ)

خیرات کرکے احسان جتلانا بہت بُرا ہے

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
صدر جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ

احسان جتلانا کسی پر خیرات کرے یا کوئی اور احسان کرے، اس کے بعد اُس پر وہ خیرات یا احسان جتلا کر اس کو تکلیف پہنچائے مثلاً یوں کہے کہ دیکھو! میں نے تمہیں اتنی رقم دی تھی نا، وہ اس سے شرمندہ ہو جائے۔ یا یوں کہے دیکھو! میں نے تمہارا یہ کام کر دیا تھا نا، وہ اس سے شرمندہ ہو جائے، تو ایسا کرنا بہت بُرا ہے۔

احسان جتلانا بُرا کیوں ہے؟ علماء نے اس کی مختلف وجہیں بیان فرمائی ہیں:

(1) پہلی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ایسا کرنے میں ''**تکبّر**'' پایا جاتا ہے کیوں کہ **تکبّر** کے یہی معنیٰ ہیں کہ ''اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسرے کو گھٹیا سمجھے''، تو احسان جتلانے والے نے یہی کیا کہ دیکھو! میں کتنا بڑا ہوں کہ تم پر اتنی رقم خرچ کر دی یا تمہارا اتنا کام کر دیا۔

(2) دوسری وجہ علماء نے یہ بتلائی ہے کہ احسان جتلانے والے میں ''**عُجب** یعنی خود بینی'' پائی گئی کہ میں کتنا اچھا ہوں کہ دوسروں پر احسان کرتا ہوں، یا خیرات کرتا ہوں، یہ خود بینی بھی گناہ ہے کہ ''اپنی خوبیاں سوچتا رہے کہ میں ایسا ہوں اور میں ایسا ہوں یعنی بکری کی طرح مَیں مَیں کرتا رہے''۔

(3) تیسری وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ احسان جتلانے اور خیرات جتلانے والے میں **بُخل** (کنجوسی کا مرض) ہوتا ہے، وہ احسان جتلا کر یا خیرات جتلا کر گویا یہ کہہ رہا ہے کہ جی تو نہ چاہتا تھا کہ تمہیں کچھ دوں یا تمہارا یہ کام کروں لیکن کر ہی دیا یہ ''**بُخل** (کنجوسی)'' ہے جو گناہ ہے۔

(4) چوتھی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ احسان جتلانے والے اور خیرات جتلانے والے میں ''**ناشکری**'' پائی جاتی ہے، وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر اتنے زیادہ احسانات ہیں کہ اگر میں ساری عمر سجدہ میں ہی پڑا رہوں تو میں اُن احسانوں کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا خصوصاً اس وجہ سے کہ سائنس دانوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے بدن میں تیس کروڑ پُرزے بنائے ہیں اور وہ بھی ایسے ہیں کہ جنہیں انسان خود نہیں بنا سکتا، میں نے اگر دوسرے پر ایک چھوٹا سا احسان کر دیا تو کیا ہوا۔ جب احسان جتلانے میں اتنی خرابیاں ہیں تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں۔ آمین

محمد سرور عفی عنہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

بے جا غصّہ اور اُس کا علاج

مولانا عبدالرحمٰن بن حضرت صوفی صاحب مدظلہ

غصّہ آجانا بُرا نہیں ہے بلکہ وہ ایک فطری عمل ہے، بُرا صرف اور صرف غصّہ پر ناجائز عمل کرنا اور بے جا زیادتی کرنا ہے۔ غصّہ میں انسان کی عقل صحیح کام نہیں کرتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا اس لیے زبان سے نامناسب بات اور ہاتھ سے زیادتی یا ظلم ہوجاتا ہے، بسا اوقات اِسی وجہ سے کتنے ہی خاندانوں کے چراغ ہمیشہ کے لیے بُجھ جاتے ہیں۔

غصّہ کا علاج (1) حدیث شریف میں آتا ہے کہ غصّہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ کا علاج پانی ہے پس جب غصّہ آئے تو وضو کر لیا کرے۔ (ابوداؤد)

(2) جس پر غصہ آئے اس کو اپنے سامنے سے ہٹادے اور اگر وہ نہ ہٹے تو خود ہٹ جائے۔

(3) زبان سے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کئی بار پڑھے۔ (الاعراف: 199)

(4) کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

(5) جب غصّہ غالب ہو تو یہ سوچے اگر ہم اس غصّہ پر قابو پالیں گے اور معاف کردیں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی ہمارے اوپر سے اپنا عذاب روک لیں گے۔

(6) جب غصّہ ہلکا ہوجائے یا جاتا رہے تب مناسب سزا تجویز کرے (اپنے شیخ سے پوچھ کر) غصّہ کی حالت میں سزا نہ دے اس طرح بار بار کرنے سے ناجائز غصّہ کی اصلاح ہوجائے گی۔

غصّہ کا روکنا نفس پر بوجھ تو معلوم ہوتا ہے مگر اس کا انجام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے، دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور غصّہ کرنے سے دوست بھی دشمن بن جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ انسان اس بداَخلاقی کی وجہ سے بے یار و مددگار ہوجاتا ہے۔

غصّہ پر قابو نہ پانے کا ایک عبرت ناک واقعہ:

ایک صاحب جو بہت بدمزاج تھے اور غصّہ کی وجہ سے پڑوسیوں کو تنگ کیا کرتے تھے جب ان کی بیوی کا انتقال ہوا تو جنازہ اُٹھانے کے لیے مزدوروں کو اُجرت پر لانا پڑا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ پہلوان وہ نہیں جو کُشتی میں گرادے بلکہ بڑا پہلوان وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (بخاری و مسلم)

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ جارہے تھے کہ کسی دشمن نے اُن کے سر پر راکھ کا ٹوکرا پھینکا۔ انہوں نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مریدوں نے کہا کہ حضرت اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا کیا موقع ہے؟ فرمایا جو سر سرکشی کی وجہ سے آگ برسنے کے قابل تھا اس پر راکھ برسی تو شکر کیوں نہ ادا کروں۔

بہر حال غصّہ آنے پر، اس پر عمل کرنے اور سزا دینے میں جلدی نہ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین (حاشیہ جلالین، ص: 298)

قیامت کے چند واقعات

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ

(1) قیامت کے دِن ...... پہاڑ جن کا وجود آج لوگوں کی نظروں میں نہایت مضبوط نظر آتا ہے روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھریں گے۔ (2) قیامت کے دِن...... زمین کھلا ہوا چٹیل میدان دکھائی دے گی کہ نہ اس پر کوئی پہاڑ ہوگا، نہ درخت، نہ مکان، زمین برابر اور ہموار میدان ہوگی، نہ اس میں اُونچائی ہوگی نہ نچائی، کسی چیز کا اس پر نام ونشان نہ ہوگا، زمین کے مُردے اور اس کے خزانے اندر سے نکل کر باہر آجائیں گے۔ (3) قیامت کے دِن...... سب لوگوں کو میدانِ حشر میں حساب وکتاب کے لیے جمع کیا جائے گا پہلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی۔ (4) قیامت کے دِن...... تمام اولین و آخرین (اگلے پچھلے) حساب و کتاب کے لیے ربّ تعالیٰ کے حضور (سامنے) کھڑے کیے جائیں گے۔ (5) قیامت کے دِن...... جو لوگ قیامت کا انکار کیا کرتے تھے ان کو ملامت کی جائے گی اور اُن سے کہا جائے گا تم آج بغیر مرتبہ اور وقار کے، بغیر خدمت گاروں کے، بغیر مال ومتاع کے اور بغیر لباس کے ہمارے سامنے حاضر ہوئے ہو جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، اب تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور تم کو یقین آگیا کہ ربّ تعالیٰ کس طرح دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے اور وہ مال واولاد اور وہ باغات و مکانات جن پر تم فخر کیا کرتے تھے ان میں سے کوئی چیز اس وقت تمہارے پاس نہیں۔ جس طرح پہلی مرتبہ تم ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تھے اسی طرح پھر تم کو پیدا کیا گیا ہے، تم کو چاہیے تھا کہ پہلی ہی مرتبہ کی پیدائش دیکھ کر دوسری مرتبہ کی پیدائش کو مان لیتے مگر تم نے نہ مانا بلکہ تم قیامت کو جھوٹ سمجھتے تھے اور دنیا کی زندگی اور سامان کے نشہ میں مغرور تھے، اس لیے تم نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور آخرت کے ماننے والوں پر الزام لگائے ان کو ذلیل ورسوا جانا اور بے یارو مددگار سمجھ کر ان کو ستایا، آج تمہارا سارا تکبر خاک میں مل گیا کہ اب تم خالی ہاتھ آئے ہو، اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے کھڑے ہوئے ہو، ختنہ کے وقت تمہارے بدن کی جو ذراسی کھال کٹ گئی تھی وہ بھی واپس کردی گئی، دیکھ لو! کہ اللہ تعالیٰ کس طرح دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ (6) قیامت کے دن...... ہر شخص کا نامۂ اعمال اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا، مجرم اس دن خوف سے ڈرنے والے اور کانپنے والے ہوں گے، ان کو جرائم کی سزا کا ڈر ہوگا، وہ جرائم جو نامۂ اعمال میں درج ہوں گے اور مجرم کہتے ہوں گے: ہائے! ہماری کم بختی یہ (نامۂ اعمال) کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو، کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے فرشتوں نے)، ایک ایک ذرّہ لکھ دیا ہے کوئی چیز نہیں چھوڑی، یہ بات وہ اپنے نامۂ اعمال کو پڑھ کر کہیں گے۔ (7) قیامت کے دِن...... جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا وہ سب اس نامۂ اعمال میں لکھا ہوا موجود پائیں گے تاکہ اُن پر حُجّت (دلیل) قائم ہو (اور وہ اپنے گناہوں کا انکار نہ کرسکیں گے)۔

تسہیل وترتیب: محمد طیّب عفی عنہ

فانی کو لینا (یعنی دُنیا) اور باقی کو چھوڑنا (یعنی آخرت) کس قدر حماقت ہے۔ (تفسیرِ عثمانی، البقرۃ)

جہنم سے دُوری اور آزادی کے اسباب

مولانا مجیب الرحمٰن صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان

احادیث میں بہت سے وہ اعمال ذکر ہوئے ہیں جن سے آدمی جہنم سے آزاد اور دور ہوتا ہے۔

صدقہ: حضرت میمونہ بنتِ سعد رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ”صدقہ جہنم سے آڑ بن جاتا ہے ایسے آدمی کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صدقہ کرے“۔ (مجمع الزوائد 286/3)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرمایا ”صدقہ کیا کرو یہ تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے“۔ (حوالہ بالا 277/3)

تنگ دست مقروض کو مہلت دینا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے فرمایا ”جس نے تنگ دست مقروض کو مہلت دی یا اس کا قرض اُتار دیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی گرمی سے بچائے گا“۔ (حوالہ بالا 240/4)

بھوکے، پیاسے کو خوب کھلانا پلانا:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے فرمایا ”جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر کھلایا اور پانی سے خوب سیر کیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے سات خندقوں کے برابر دور کریں گے، جن میں ہر خندق کا دوسری خندق سے فاصلہ پانچ سو سال کے برابر ہوگا“۔ (ترغیب، حدیث: 1409)

روزہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنی مسافت دور رکھیں گے جتنی مسافت وہ کوّا جب سے اُڑنے کے قابل ہوا ہے تب سے اُڑے اور اُڑتا رہے یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مر جائے“۔

(مجمع الزوائد 420/3)

اعتکاف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آسمان و زمین کے درمیان کی مسافت سے بڑی حائل کر دیں گے“۔

(ترغیب، حدیث: 1657)

مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ ایک نماز بھی فوت نہ ہوئی اس کے لیے جہنم سے، عذاب سے اور نفاق سے برأت (آزادی) لکھ دی جاتی ہے“۔

(مجمع الزوائد 677/3)

اللہ تعالیٰ کے راستہ کا غُبار:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس کے قدم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں گرد آلود ہوئے اللہ تعالیٰ تیز سوار کے ہزار سال کی مسافت جتنا اس کو جہنم سے دور کر دیں گے''۔

(البدور السافرۃ ص 188)

بچیوں کی پرورش: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس آدمی کی کسی بچی کے ذریعہ آزمائش ہوئی اور اس نے ثابت قدمی اختیار کی وہ لڑکیاں اس کے لیے جہنّم سے پردہ بنیں گی''۔ (ترغیب، حدیث: 3053)

سخاوت وہمدردی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سخی اللہ کے قریب ہے، جنّت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے اور جہنّم سے دور ہے''۔ (ترمذی)

مسلمان کی باوضو عیادت کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے وضو کر کے مسلمان بھائی کی عیادت کی ثواب کے اِرادہ سے وہ جہنّم سے ستر سال کی مسافت جتنا دور ہو جائے گا''۔ (ابوداؤد 85-86/2)

کئی اعمال: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کے تین سو ساٹھ جوڑ بنائے ہیں، جو آدمی اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ پڑھے اور مسلمانوں کے راستہ سے پتھر وغیرہ ہٹا لے اور نیکی کا حکم کر لے، برائی سے روکے اور یہ اعمال تین سو ساٹھ عدد تک کر لے تو ایسا آدمی اس حال میں شام کرے گا کہ اپنی جان کو دوزخ سے دور کر چکا ہوگا''۔ (مسلم 325/1)

اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم سے بچائے اور جنّت والے اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک خاص دُعا

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص نمازِ مغرب سے فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے یہ دُعا سات مرتبہ پڑھ لے اور پھر اُسی رات اِس کی موت آجائے تو وہ دوزخ سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا اور اگر یہ دُعا نمازِ فجر کے بعد سات مرتبہ کسی سے بات کرنے سے پہلے پڑھ لے اور اُسی دن مر جائے تو دوزخ سے محفوظ رہے گا۔

صحیح ابنِ حبّان: 367/5

اللہ طاقت ور رہتا ہے اپنے کام میں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (یوسف: 21)

اصلاحی مجالس

اخذ و ترتیب: مولانا زین العابدین صاحب

ملفوظ (از حکیم الامّت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

فرمایا کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی، بزرگ نے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ مال بھی ہے؟ فرمایا: ہاں! سو روپے ہیں، ان بزرگ نے فرمایا انہیں (یعنی روپوں کو) نکالو، انہوں نے عرض کیا حضرت! خیرات کردوں گا۔ فرمایا کہ نفس کو حرج حاصل ہوگا کہ ہم نے اتنے روپے خرچ کیے ان کو سمندر میں پھینک دو، اس نے منظور کیا، پھر فرمایا ایک ایک روپیہ کر کے پھینکنا ذرا نفس پر آرہ تو چلے، ایک دم پھینکنے سے تو بس ایک بار ہی مجاہدہ ہوگا۔

تشریح (از حضرت والا مدظلہ: اِس ملفوظ میں مجاہدہ کا ذکر ہے ایک ایک (روپیہ) کر کے (پھینکوانے سے) مقصد مجاہدہ کروانا تھا کہ ایک ایک پھینکیں گے تو ہر روپے کے پھینکنے کے وقت دِل پر آرہ چلے گا تو سو دفعہ پھینکنے سے سو دفعہ آرہ چلے گا تو سو آرے چلا کر آؤ پھر بیعت کریں گے۔

ہر شیخ کا طرزِ اصلاح جُدا جُدا ہوتا ہے:

(ان بزرگوں نے) مال کی محبّت کو دل سے نکالنے کا (مذکورہ بالا) طریقہ اختیار فرمایا کہ یوں مال کی محبّت نکلے کہ جب سو آرے چل جائیں۔ مشائخ و پیر حضرات کا اپنا اپنا طرز ہوتا ہے جس کے مطابق وہ بیعت کرتے ہیں۔ سب مشائخ کا ایک ہی طرز (طریقہ) نہیں ہوتا، کوئی پہلے مجاہدہ کراتا ہے پھر بیعت کرتا ہے، کوئی بیعت کے بعد مجاہدہ کراتا ہے، کوئی (پیر) آہستہ آہستہ (مجاہدہ) کراتا ہے اور کوئی ایک دم مجاہدہ کراتا ہے۔ جو اس شیخ سے فائدہ حاصل کرنا چاہے تو وہ اس طرز (طریقہ) پر فائدہ حاصل کرتا ہے کیوں کہ فیض حاصل کرنے میں مناسبت ضروری ہے پیر اور مرید کے درمیان مناسبت ہوگی تو فائدہ ہوگا اگر مناسبت نہیں ہوگی تو فائدہ بھی نہیں ہوگا (اس لیے) پہلے مناسبت پیدا کرنی چاہیے۔

شیخ سے مناسبت کے تین طریقے:

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تین کام ہوں گے تو پھر شیخ سے مناسبت پیدا ہوگی:

1. **تَتَبُّعْ**: تتبع کا مطلب یہ ہے کہ (پہلے) تلاش کرے کہ اس شیخ صاحب کے اصلاح و تربیت کرنے میں کیا کیا باتیں ہیں یعنی اُن کا طرز کیا ہے؟ خط و کتابت سے یا پاس آنے سے فائدہ پہنچاتے ہیں یا کوئی توجہ ڈالتے ہیں۔

2. **اِستِحضَار**: طرز معلوم کرنے کے بعد پھر اس کو (دماغ میں) حاضر اور یاد رکھے، معلوم کرنے کے بعد اگر اس کو بھلا دیا تو کیا فائدہ؟ (کوئی فائدہ نہیں)۔

3. **اِتِّبَاعْ**: پھر یاد رکھنے کے بعد اس کے مطابق عمل بھی کرے۔

یہ تین کام کرے گا تو (اگر) مناسبت نہ ہوگی تو پیدا ہو جائے گی، اگر (مناسبت) تھوڑی ہوگی تو زیادہ ہو جائے گی ۔ جب مناسبت پیدا ہو جائے گی تو پھر فائدہ بھی ہونا شروع ہو جائے گا۔اس لیے بیعت سے پہلے مناسبت ضروری ہے۔ بعضوں کو (شیخ کے پاس) آنے جانے سے ہی مناسبت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہر ایک کے ذمّہ ضروری ہے:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبادت کا کچھ عمل ذکر کیا کہ میں شروع کرنا چاہتا ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا یہ زیادہ ہے اتنا (عمل) شروع کرو جس پر دوام (ہمیشگی) کر سکو۔اس صحابی نے عرض کیا کہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے...... لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح:2)

"تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف فرمادے"۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تھوڑا عمل بھی کر لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو کافی ہے میرے لیے کیسے کافی ہو جائے گا مجھ کو تو زیادہ کرنا چاہیے، فرمایا کہ نہیں! نہیں! اَنَا اَتْقٰکُمْ وَاَعْلَمُکُمْ "میں تم میں زیادہ علم و تقویٰ والا ہوں، میں شکر گزار بندہ ہوں اللہ نے میرے گناہ معاف کیے ہیں، کیا میں ان کا شکر ادا نہ کروں میرے ذمّہ بھی "شکر" ہے یعنی یہ اس لیے نہیں کہ بس میں بخشا بخشایا ہوں تو نیکی نہ کروں بلکہ میں شکر کی وجہ سے عبادت کرتا ہوں۔ (بخاری، کتاب الایمان، حدیث:19)

اللہ تعالیٰ کا شکر جتنا بھی ہو کم ہے:

اُس ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) کا تو جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔اُن کے انعامات ہم پر اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہم ساری عمر سجدہ میں پڑے رہیں تو ہم ان انعامات کا حق ادا نہیں کر سکتے جو وہ ہم پر کر چکے ہیں۔

سائنس دانوں کی تحقیق ہے کہ ہر انسان کے بدن میں 30 کروڑ پُرزے ہوتے ہیں، چھوٹے چھوٹے پُرزے سارے بدن میں پھیلے ہوئے ہیں، خود ہم ان میں سے ایک پُرزہ بھی نہیں بنا سکتے۔اللہ تعالیٰ کا کتنا انعام ہے کہ ہر غریب سے غریب اور چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی 30 کروڑ کارخانوں کا مالک ہے اور کارخانے بھی ایسے جو پوری دنیا میں نہیں بن سکتے۔ (اللہ تعالیٰ) جو احسان ہم پر کر چکے ہیں ان کا ہم حق ادا نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ یہ کہیں کہ یا اللہ! ہم نے اتنی نمازیں پڑھیں، اتنے روزے رکھے ہمیں بدلہ دے دیجیے، تو اللہ تعالیٰ فرما سکتے ہیں کہ ہم نے جو نعمتیں پہلے دی ہیں کیا ان کا حق پورا کر دیا ہے؟ (بتائیے!) پھر (ہم) کیا جواب دیں گے، ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو شکر کی توفیق دیں۔ (آمین)

سو سے زائد صحابہ کرام ؓ کے مبارک نام

از مدیر ماہنامہ علم وعمل، لاہور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ ۰

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

کسی صحابی کے مبارک نام پر نام رکھنا ہو تو معنیٰ نہ دیکھئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ”تم قیامت کے دِن اپنے ناموں اور اپنے باپ کے ناموں سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنے نام اچھے رکھو“۔ (ابوداؤد، مسندِ احمد)

(1) اَثال (2) اَحزاب (3) اربد (4) ارقم
(5) اُسامہ (6) اَسلم (7) اشرف
(8) اَشعث (9) اَعرس (10) اَفلح (11) اَقمر
(12) انس (13) انیس (14) انیف
(15) اَوس (16) اوفٰی (17) ایمن
(18) ایّوب (19) بدر (20) بسر (21) بَشر
(22) بشیر (23) بَکر (24) بِلال
(25) بَھلول (26) ثابت (27) ثعلبہ (28) ثمامہ
(29) ثوبان (30) ثور (31) جابر
(32) جبل (33) جِدار (34) جَدّ (35) حاتم
(36) حاجب (37) حارث (38) حارثہ
(39) حازم (40) حاطب (41) حبّان
(42) حزم (43) حسّان (44) حفص
(45) حکم (46) حمّاد (47) حماس
(48) حمزہ (49) حنبل (50) حنظل
(51) حنظلہ (52) حنیف (53) حنیفہ
(54) حَوشب (55) حیّان (56) حیّ
(57) خالد (58) خبّاب (59) خطّاب
(60) خلید (61) خیر (62) داؤد
(63) درہم (64) ذُکوان (65) رافع
(66) رفاعہ (67) رکب (68) زبان
(69) زُفر (70) زکریا (71) زُھیر
(72) زیاد (73) سالم (74) سعد (75) سفیان
(76) سَکن (77) سَلام (78) سَلمان
(79) شمّاس (80) شمعون (81) شِہاب
(82) شَہر (83) صالح (84) طُفیل
(85) طلحہ (86) طیّب (87) ظہیر
(88) عامر (89) عبّاد (90) عبّاس
(91) عتیق (92) غالب (93) غسّان
(94) محمد (95) مسعود (96) مسلم
(97) مظہر (98) معافی (99) معاویہ
(100) مقداد (101) مقدام
(102) مکحول (103) مُنیب (104) نافع
(105) نُعمان (106) نعیمان (107) نَواس
(108) نوفل (109) بلال (110) واقد
(111) وائل (112) وردان (113) بَصرہ
(114) جعفر (115) جمیل (116) جُندب
(117) جُنید (118) جون (119) حابس.

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (اُسُدُ الغابۃ)

آمِیْنَ ثُمَّ آمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

درود شریف، کلمہ شریف، استغفار بہت بڑھیا اذکار ہیں۔ (از مدیر)

کشکول

قارئینِ کرام کے مراسلوں سے مزین

کہیں آقا ناراض نہ ہوجائیں!

مرسلہ: محمد مبین احمد صاحب، لاہور

ہمارے دِل میں ہر وقت ربّ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہیے کہ کہیں ہم سے کوئی غلطی نہ ہوجائے، کوئی گناہ نہ ہوجائے، کوئی نافرمانی نہ ہوجائے اور کہیں اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض نہ ہوجائیں، جب ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا تو ہم کبھی بھی گناہ نہیں کریں گے، جب بھی ہم کوئی کام کریں گے تو ہم کو اللہ تعالیٰ کا ڈر محسوس ہوگا جیسا کہ کوئی مزدور کام کررہا ہو اور اس کا آقا اس کو دیکھ رہا ہو تو وہ مزدور اپنا کام بڑے اہتمام سے کرتا ہے کہ کہیں میرے آقا مجھ سے ناراض نہ ہوجائیں۔

کبھی نہ مار

مرسلہ: ابنِ عبداللہ، لاہور

- ...... ماں باپ کا دِل۔ ● ......کسی کا مال۔
- ...... اپنی بیوی کو۔ ● ......کسی کمزور کو۔
- ...... دوسرے کے بچّہ کو۔ ● ......کسی کے حق کو۔

دور رہے گا

......:

◆ بدمزاج ...... محبّت سے۔ ◆ بدمعاملہ......عزّت سے۔ ◆ بےادب......خوش نصیبی سے۔ ◆ لالچی ...... اطمینان سے۔ ◆ آرام طلب......ترقّی سے۔

کامیاب تو تیسری قسم والے ہیں!

مرسلہ: مولانا محمد زکریا امین صاحب، لاہور

توحید کی تین قسمیں ہیں: 1 صرف زبان سے کہے اور دِل میں انکار ہو جیسے منافق لوگ کرتے ہیں، اسے ''نفاقِ اعتقادی'' کہتے ہیں۔

2 دِل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا عقیدہ ہو مگر عمل اس کے مطابق نہ ہو یہ ''نفاقِ عملی'' ہے۔

3 زبان سے توحید کا اقرار کرے، دِل میں اعتقاد بھی ہو، اُس کے مطابق عمل بھی ہو، اللہ پر توکّل (بھروسہ) ہو اور غیر اللہ سے نظر ہٹ جائے، صحیح توحید یہی ہے۔ جہاں تک نجات کا تعلق ہے سو پہلی قسم (نفاقِ اعتقادی) کو تو بالکل نجات نہیں ہوگی۔ دوسری قسم ''نفاقِ عملی'' ہے یہ اپنی بداعمالیوں کی سزا پانے کے بعد، جہنم میں غوطے کھانے کے بعد بالآخر نجات پائیں گے اور پورے کامیاب تیسری قسم کے لوگ ہیں۔ (ماخوذ از جواہر الرشید 114/6)

زندگی کیا ہے؟

مرسلہ: محمد فرقان منیر، قصور

✿ بعض کہتے ہیں زندگی مرنے اور جینے کے تصوّر سے بالاتر حقیقت ہے یعنی عیش و مستی کا سامان ہے۔

✿ بعض کہتے ہیں زندگی دُنیا میں محض زندہ رہنے یا سانس گننے کا نام نہیں کیوں کہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہیں یعنی زندگی اپنے اندر مقصد رکھتی ہے۔

✿ بعض کہتے ہیں زندگی ایک وسیع تر سمندر کی حیثیت رکھتی ہے اور انسان اس سمندر میں ایک بلبلے کی مانند ہے۔ زندگی کی یہ سب تعبیریں اپنی جگہ مگر سب سے بہتر وہ زندگی ہے جس میں ربّ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اور جب اس (دُنیا کی) زندگی کا دیا بجھے تو خوشیاں استقبال کو موجود ہوں۔

حرام کا مرتکب (توبہ کئے بغیر) اللہ کا ولی نہیں بن سکتا۔ (حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ)

گناہوں کا چھوڑنا دلوں کی زندگی ہے

مولانا محمد طیب الیاس صاحب، لاہور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ○ اللہ پاک کا ارشاد ہے......

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ الخ (الانعام:121)

"اور چھوڑ دو ظاہری گناہ اور باطنی گناہ، بے شک جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا"۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ

"اور جو شخص کوئی گناہ کرے تو یہ (گناہ کرنا یعنی اس کا وبال) اسی پر پڑے گا"۔ (النساء:111)

ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "تمام اعمال میں افضل عمل پوشیدہ گناہ کو چھوڑنا ہے، کسی نے آپ سے پوچھا یہ افضل عمل کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ پوشیدہ گناہوں کو چھوڑے گا تو ظاہری گناہوں کو بدرجہ اَولیٰ چھوڑے گا"۔

(اَخلاقِ سلف ص 27)

حضرت ثابت بن قُرّہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "جسم کی راحت کھانے کی کمی میں ہے اور روح کی راحت گناہوں کی کمی میں ہے اور زبان کی راحت کلام کی کمی میں ہے، دل کے لیے گناہ زہر کے قائم مقام ہوتے ہیں یہ اگر اسے ہلاک نہیں کرتے تو بہر حال کمزور تو ضرور کر دیتے ہیں"۔

(زاد المعاد 433/3)

مشہور محدّث و مجاہد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

رَأَيْتُ الذُّنُوْبَ تُمِيْتُ الْقُلُوْبَ
وَقَدْ يُوْرِثُ الذُّلَّ اِدْمَانُهَا
وَتَرْكُ الذُّنُوْبِ حَيَاةُ الْقُلُوْبِ
وَخَيْرٌ لِّنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا

"میں نے گناہوں کو دیکھا کہ وہ دلوں کو ہلاک کر دیتے ہیں اور تحقیق ان پر دوام و تسلسل (ہمیشگی واصرار) ذلّت میں مبتلا کر دیتا ہے اور گناہوں کا چھوڑنا دلوں کی زندگی ہے اور تیرے نفس کی بھلائی اور فائدہ اسی میں ہے کہ گناہوں کی نافرمانی کرے یعنی انہیں چھوڑ دے"۔ (زاد المعاد 433/3)

حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ فرماتے تھے گناہ کرنے کے بعد چار کام گناہ سے بھی بدتر ہیں:

1. اَلْاِسْتِصْغَارُ: گناہ کو کم خیال کرنا۔
2. اَلْاِغْتِرَارُ: عذاب نہ آنے پر دھوکہ میں آنا۔
3. اَلْاِسْتِبْشَارُ: گناہ پر خوشی کا اظہار کرنا۔
4. اَلْاِصْرَارُ: گناہ پر اصرار کرنا (یعنی وہ گناہ بار بار کرنا)۔ (استعظام الصغائر ص 9)

گناہوں کا علاج یہی ہے کہ خلوصِ دل اور اظہارِ ندامت کے ساتھ اپنے خالق و مالک سے گناہوں کی معافی مانگے اور ساتھ میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پُختہ ارادہ بھی رکھتا ہو، یہی "توبہ" کا مفہوم ہے۔ توبہ کرنے سے سو سال کے گناہ بندہ ایک لمحہ میں معاف کرا سکتا ہے البتہ جو کسی کے حقوق ضائع کیے ہیں وہ ادا کیے بغیر یا اس صاحبِ حقوق کے معاف کیے بغیر معاف نہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

جو ایمان کی نعمت اور نیک اعمال سے محروم رہے اُن کی دُنیا و آخرت دونوں برباد ہیں۔ (تفسیر عثمانی، البقرۃ)

تین کاموں میں احتیاط کیجئے

مرسلہ: مولانا محمد سید آفتاب شاہ صاحب، لاہور

آج کل کے دور میں ہمیں تین کاموں میں احتیاط کرنی چاہیے: **1 موبائل کا استعمال** موجودہ دور میں جہاں تک موبائل کا ضروریات میں داخل ہونا ہے اس سے انکار نہیں مگر اس کو اپنے اوپر اس طرح مسلّط کر لینا کہ ہر وقت موبائل میں ہی مصروف رہے کسی بھی طرح دُرست نہیں۔ اگر معاشرہ کی طرف دیکھا جائے تو آپ کو نظر آئے گا کہ کسی کو Sms کا بخار ہے تو کسی کو نائٹ پیکج کا ہیضہ ہے اور کوئی اپنے موبائل کے کمزور تر ذرائع استعمال کر کے دوست واحباب پر ''مس کال'' کی بمباری میں مصروف ہے۔ قیامت تو یہ ہے کہ اب مساجد، درس گاہیں بھی اس سے محفوظ نہیں رہے، اسی موبائل کی رنگین دُنیا میں گم ہو کر اولاد بھی ماں باپ کے احترام سے خالی ہوتی جارہی ہے۔

بہر حال موبائل ایک ضرورت کی چیز ہے اور اس کو صرف ضرورت کی حد تک ہی محدود رکھنا چاہیے۔

2 انٹرنیٹ کا استعمال انٹرنیٹ کا نقصان بالکل موبائل جیسا ہے بلکہ اس سے دو قدم آگے ہے۔ انٹرنیٹ پر لڑکے اور لڑکیوں کا جنس بدل کر چیٹنگ کرنا، وائس میسج کا استعمال، اور ایک دوسرے کو دھوکہ دے کر رقم بٹورنا بہت بڑا اَخلاقی جرم ہے۔ بہر حال موبائل اور انٹرنیٹ پر بے حیائی اور بے دینی کی باتیں ملاحظہ کرنے کے ساتھ بڑا اجتماعی نقصان یہ بھی ہے کہ ہماری نوجوان نسل صحت مند تفریح ورزش وغیرہ سے بے نیاز ہوتی جارہی ہے، اکثر نوجوان اسی بے حیائی کی لت کا شکار ہو کر شادی سے خوف زدہ نظر آتے ہیں کیوں کہ ان کی صحت ہی اس کی اجازت نہیں دیتی، ہمیں چاہیے کہ موبائل، انٹرنیٹ اور میڈیا کی جنگ کو سمجھیں اور اسلامی تعلیمات کے علاوہ کسی اور چیز کو اپنے اوپر سوار اور مسلّط نہ کریں۔

3 بازاری کھانے کھانا آج کل ہمارے معاشرہ میں بازاری کھانے کا رواج بھی بہت بڑھتا جارہا ہے۔ اس کے نقصانات ملاحظہ ہوں:

1. اکثر کھانا پکانے والے بے نمازی ہوتے ہیں۔
2. پاکی ناپاکی کے اُصولوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔
3. کھانے کے اجزائے ترکیبی سے آپ لاعلم ہوتے ہیں۔ یاد رکھئے! صرف زبان کا چسکا درکار نہیں بلکہ جو چیز بھی کھائے اس کے اجزائے ترکیبی کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ آیا حلال ہے یا حرام؟
4. اکثر بازاری کھانوں سے بیماریاں جنم لیتی ہیں جیسے یرقان، السر وغیرہ۔

ایک تحقیق کے مطابق سب سے زیادہ ''کالے یرقان'' کے مریض لاہور اور کراچی میں ہیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ بازاری غیر معیاری کھانے ہیں۔ 5 ہماری بے دینی میں بازاری کھانوں کا بھی بڑا ہاتھ ہے، کہ ایک وقت تھا کہ سب گھر کا کھانا پسند کرتے تھے۔

بقیہ ص 22

حدیث: اچھے اَخلاق سے زیادہ کوئی چیز میزان میں بھاری نہیں۔ (ابوداؤد 305/2)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَیْسَ مِنَّا (2)

”وہ ہم میں سے نہیں“

مرسلہ جناب محمد اسلم معاویہ صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

جاہلیت کی آواز بلند کرنے والا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (میّت پر) رخسار پیٹے، سینہ چاک کرے اور جاہلیت کی آوازیں بلند کرے“۔

(کنزالعمال 259/15 بحوالہ ترمذی، مسندِ احمد)

قوّتِ مردانگی کو ختم کرنے والا:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خصّی ہوا“، یعنی نکاح کی سنّت کو چھوڑ کر اپنی قوّتِ مردانگی کو ختم کر دیا۔ (کنزالعمّال 116/16 بحوالہ طبرانی)

پڑوسی کو دھوکہ دینے والا:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ”جس آدمی نے کسی مسلمان کو اس کے گھر والوں کے بارے میں دھوکہ دیا یا اپنے پڑوسی کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں“۔

(کنزالعمال 219/2 بحوالہ ابی نعیم)

اسلحہ سیکھ کر بھلا دینے والا:

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ”جس کو تیراندازی سکھائی گئی پھر اس نے اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں“۔

(کنزالعمال 150/4 بحوالہ مسلم)

چوری کرنے والا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ”جس نے نقب زنی (چوری) کی وہ ہم میں سے نہیں“۔ (کنزالعمال 168/4 بحوالہ ترمذی)

میدانِ جنگ سے فرار ہونے والا:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ”جو شخص (میدانِ جنگ سے) بھاگا وہ ہم میں سے نہیں“۔ (کنزالعمال 168/4 بحوالہ طبرانی)

فطری عادتوں کی خلاف ورزی کرنے والا:

قبیلہ بنی غفّار کے ایک آدمی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے زیرِ ناف بالوں کو نہیں کاٹا، اپنے ناخنوں کو نہیں تراشا اور اپنی مونچھوں کو مختصر نہیں کیا وہ ہم میں سے نہیں“۔ (کنزالعمال 276/6 بحوالہ مسندِ احمد)

وتر کا ضائع کرنے والا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ”جو آدمی وتر نہیں پڑھتا وہ ہم سے نہیں“۔

یعنی ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں۔

(کنزالعمال 168/7 بحوالہ مسندِ احمد)

جُدائی ڈالنے والا:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول

حدیث: جو نرمی سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم رہا۔ (ابوداؤد 306/2)

ہے ''جس شخص نے جُدائی ڈالی (دوخاندانوں یا میاں بیوی وغیرہ میں) وہ ہم میں سے نہیں''۔
(کنز العمال 32/9 بحوالہ طبرانی)

مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے والا:

- ایک روایت میں ہے'' جس نے ہم پر ہتھیار بلند کیا وہ ہم میں سے نہیں''۔
(کنز العمّال 13/15 بحوالہ ابن النجار)
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ''جس شخص نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم میں سے نہیں''۔ (کنز العمال 9/15 بحوالہ مسندِ احمد، بخاری)
- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے'' جس شخص نے ہمارے اُوپر تلوار سونتی (اُٹھائی) وہ ہم میں سے نہیں''۔
(کنز العمّال 9/15 بحوالہ مسندِ احمد)
- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ''جس شخص نے ہمیں دھوکہ دیا یا جس شخص نے ہم (مسلمانوں) پر تیر چلایا وہ ہم میں سے نہیں''۔ (کنز العمّال 27/4 بحوالہ طبرانی)

امانت کی قسم کھانے والا:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ''جس شخص نے امانت (یعنی غیر اللہ) کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں اور جس شخص نے کسی کی بیوی یا غلام کو اس کے خلاف اُبھارا وہ ہم میں سے نہیں''۔
(کنز العمّال 294/16 بحوالہ بخاری و مسلم)

قدرت کے باوجود نکاح نہ کرنے والا:

حضرت ابو نُجیح رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''جو شخص اتنا مال دار ہو کہ نکاح کر سکتا ہو لیکن اس نے نکاح نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں''۔
(کنز العمال ج 16 بحوالہ شعب الایمان)

ریشم پہننے والا:

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ''جس نے ریشم پہنا اور چاندی کے برتن سے پیا وہ ہم میں سے نہیں''۔
(البشیر و النذیر 320/3 بحوالہ طبرانی)

سنّت سے اعراض کرنے والا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ''جو میری سنّت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں (یعنی مجھ سے قریب نہیں، میرے طریقہ پر نہیں)''۔
(البشیر و النذیر 192/3 بحوالہ بخاری و مسلم)

دِل کی اِصلاح

دِل جسم کا بادشاہ ہے، جب بادشاہ صحیح ہوگا تو اَعضاء جو اس کی رعایا اور عوام ہیں وہ بھی صحیح ہوں گے۔ لہٰذا دِل کی اِصلاح اور نگرانی اہم کاموں میں سے ہے۔ (عمدۃ القاری 306/2)

بدترین ہے وہ بستی جو مہمان کی مہمان نوازی نہ کرے۔ (حضرت قتادۃ) (صاوی شرح جلالین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

اِصلاح معاشرہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے

ہارن بجانے کی شرعی حیثیت

از مدیر ماہنامہ علم و عمل لاہور

1 ہارن کی حقیقت

ہارن بجانا ایک گھنٹی ہے اور ''گھنٹی'' کو حدیث شریف میں شیطان کی بانسری کہا گیا ہے۔ (مسلم) مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ جہاں گھنٹی (بج رہی ہو) وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ امام نووی رحمہ اللہ شارح مسلم اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ گھنٹی کی آواز ناقوس کے مشابہ ہے۔

ناقوس ''لکڑی یا لوہے کا بڑا ٹکڑا ہے جس کو چھوٹے ٹکڑے سے بجاتے ہیں''۔ یہ عیسائیوں کا عمل ہے اس لیے منع ہے۔ نیز گھنٹی اس لیے بھی منع ہے کہ اس کی آواز مکروہ آوازوں میں شامل ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ وامام مالک رحمہما اللہ کے ہاں گھنٹی بجانا مکروہِ تنزیہی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک جانوروں کی گھنٹی کو بلا مقصد بجانا منع ہے، اگر اس میں کوئی فائدہ ہو تو پھر جائز ہے۔ بعض قدیم علماء کے نزدیک بڑی گھنٹی مکروہ ہے چھوٹی نہیں۔ (مرقات 327/7) گھروں میں لگی ہوئی گھنٹیوں کو بجانا ضرورت میں داخل ہے اور یہ جائز ہے۔ جو گھنٹی مسلسل بجتی رہے اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

2 ہارن کا درست استعمال

سڑکوں پر نکل کر ہارن پر ہاتھ ہی رکھ لینا یا بہت زیادہ ہارن بجانا شرعاً کوئی اچھا کام نہیں بلکہ بہت سوں کے لیے تکلیف دہ ہے۔ ہارن بجانے کے لیے ضرورت ہونا شرط ہے۔ ہارن یا گھنٹی کا سواری پر لگانا یا لگوانا جائز تو ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ موقع بے موقع اس کو بجاتے ہی رہیں۔ نیز چھوٹی سواری مثلاً رکشہ یا سوزوکی (مہران یا آلٹو) وغیرہ پر ٹرک یا بس کا ہارن لگانا بہت ہی نامناسب ہے بلکہ لوگوں کو ڈرانے یا زبردستی جگہ لینے وغیرہ کی نیت سے ہو تو جائز نہیں۔ اسی طرح بعض گاڑیوں والے ڈبل ہارن لگاتے ہیں تاکہ ہمارا ہارن نمایاں ہو یا ہمیں راستہ جلدی مل جائے یہ بھی درست نہیں۔ گاڑی وغیرہ کا ہارن بھی گھنٹی ہی ہے ضرورت کے موقعوں میں بجانا دانش مندی ہے اور بلا ضرورت بجانا بے وقوفی وحماقت ہے۔

3 ضرورت کے موقع کون کون سے ہیں؟

(1) ...... ہمارے ملک میں ٹریفک بائیں طرف چلتی ہے غلطی سے کوئی دائیں جانب آ رہا ہے تو اس کو مطلع کرنے کے لیے بقدرِ ضرورت ہارن بجانا کافی ہے۔ (2) ... بچے کھیل رہے ہیں خطرہ ہے کہ تیز سواری کے پاس اچانک نہ آجائیں تو (ضرورت کے مطابق) ہلکا ہلکا ہارن بجا دیجئے۔ (3) ...کوئی سڑک

پار کر رہا ہے تو اطلاع کے لیے ہارن بجا دینا مناسب ہے۔ (4) ...کوئی ڈرائیور صاحب راستہ نہیں دے رہے تو ہلکا سا ہارن بقدرِ ضرورت ہی بجائیے۔ ایسے موقع پر ہارن پر ہاتھ رکھ لینا یا آگے گذر کر ڈرائیور کو گھورنا یا کچھ بولنا مناسب نہیں، البتہ آگے والے کے لیے شرعی حکم یہی ہے کہ فوری راستہ دے یا ایک طرف ہو کر چلے۔ (5) ...کسی کو بلانا یا کچھ بتانا ہے تو حسبِ ضرورت ہارن بجائیے۔ بلاضرورت ہارن بجائیں گے تو یہ بات یاد رکھیے! کہ حدیث کی رو سے آپ کی سواری سے رحمت کے فرشتے نکل جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو بلاوجہ تنگ کرنے کا گناہ بھی ہوتا ہے۔ (6) ...گنجان آبادیوں، گلیوں، محلوں میں اور مساجد، ہسپتالوں کے نزدیک بہت مجبوری ہو تو ہارن بجائیے ورنہ اس سے بچیئے۔ (7) ...آپ واقعی کسی ایمرجنسی میں ہیں تو وقفہ وقفہ سے ہلکا ہلکا ہارن بجائیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کام کرنے سے بچائیں جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔

آمِین وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن۔

اپنی نفسانی خواہشات کا جائزہ لیجیے...

اخذ و ترتیب: مدیر ماہنامہ علم و عمل لاہور

مرد و عورت سب کے لئے اِمتحانی پرچہ

طریقۂ کار: سامنے دیئے گئے جوابات پر دُرست نشان لگائیے۔

نوٹ: تمام سوالات کے جواب لازمی ہیں۔

ہر ایک مرد، عورت، جوان، بوڑھا اپنا امتحان خود لے، اپنے جائزہ کے لئے کسی کو دکھانے، بتانے کی ضرورت نہیں۔

ہر سوال کے جواب پر 10 نمبر دیتے جائیے، پھر ٹوٹل کیجیے

دُرست نقشہ بعد از نظرِ ثانی۔

سوال	الف	ب
(1) کیا آپ غیر محرم کو شہوت کی نظر سے دیکھتے/دیکھتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(2) کیا آپ غیر محرم کزنوں سے بے پردگی کرتے/کرتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(3) کیا آپ اپنے دوستوں سے فُحش مذاق کرتے/کرتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(4) کیا آپ ٹی وی اسکرین پر خبریں، ڈرامے دیکھتے/دیکھتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(5) کیا آپ محبّت بھرے افسانے یا باتیں کہانیاں پڑھتے/پڑھتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(6) کیا آپ کسی حسین یا حسینہ سے ناجائز محبّت کرتے/کرتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(7) کیا آپ گانے یا میوزک سنتے/سنتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(8) کیا آپ انٹرنیٹ پر چیٹنگ کرتے یا جنسی تصویریں دیکھتے/دیکھتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(9) کیا آپ ٹیلی فون پر غیر محرم سے جنسی باتیں کرتے/کرتی ہیں؟	نہیں	ہاں
(10) کیا آپ غیر شرعی طریقہ سے خواہش پوری کرتے/کرتی ہیں؟	نہیں	ہاں

اگر "ب" میں نمبر 50 سے زیادہ ہوں تو آپ فیل ہیں۔ فوری توبہ کے ذریعہ دوبارہ امتحان میں پاس ہونے کی کوشش کیجیے۔ **اگر** "الف" میں نمبر 50 سے زیادہ نکلے تو آپ پاس ہیں۔ توبہ و اِستغفار کے ذریعہ اپنے نتیجہ کو بہتر کرنے کی کوشش کیجیے۔ **اگر** "الف" میں نمبر 80 سے زیادہ ہیں تو آپ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہیں۔ تھوڑی ہمّت کرنے سے اِعزاز حاصل کر سکتے ہیں۔ **اگر** "الف" میں نمبر 100 کے برابر ہیں تو آپ نے امتیازی پوزیشن حاصل کر لی ہے۔ آپ مبارک باد کے لائق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیے اور آئندہ اپنے آپ کو بچائے رکھنے کے لئے دُعائیں بھی کرتے رہیے اور ہمّت سے بچتے بھی رہیے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچنے میں ہم سب کی مدد فرماویں۔ آمین

بیوی کو ہمیشہ دوست کا درجہ دیجیے، کبھی خادمہ یا نوکرانی مت سمجھیے۔ (از مدیر)

نام کتاب: اسلام میں اجتہاد اور مذاہبِ غیر پر فتویٰ و عمل کی شرعی حیثیت۔ **صفحات:** 144

نام مؤلف: مفتی شاہ اورنگزیب حقانی صاحب

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابی ہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ

سمہٗ تعالیٰ

زیرِ تبصرہ کتاب دارالعلوم حقانیہ کے فاضل نوجوان کا تخصص فی الفقہ کا مقالہ ہے جس کو کتابی شکل دی گئی ہے۔ یہ کتاب خالص علمی تحقیق پر مبنی ہے، اس کتاب میں چار ابواب کے اندر مندرجہ ذیل موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے:۔ **باب اول** اجتہاد کی تعریف، وہ مسائل و احکام جن میں اجتہاد کی گنجائش ہے، اجتہاد کی شرائط، دورِ حاضر میں اجتہاد کا حکم وغیرہ۔ **باب دوم** مذہب کی لغوی واصطلاحی تعریف، مذہب کی ابتداء، مذاہبِ اربعہ کی ابتداء اور رواج، مذاہبِ اربعہ کے علاوہ باقی مذاہب پر عمل کیوں نہیں ہوتا؟ وغیرہ۔ **باب سوم** تقلید کی شرعی حیثیت، تقلیدِ شخصی کا حکم، مذاہبِ اربعہ کی تقلید کی وجہ وغیرہ۔ **باب چہارم** تلفیق (ترکِ تقلید) کی تعریف، اسباب، حکم اور نقصانات، اہلِ تلفیق کے دلائل کا مدلّل جواب وغیرہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس علمی محنت و تحقیق کو قبول فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۰

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

نام کتاب: مولانا حسین احمد مدنی۔

صفحات: 368۔ **مرتب:** مولانا محمد اسماعیل صاحب

ناشر و ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی جامعہ ابی ہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں ہے مگر ان کی نجی زندگی اور ظاہری و باطنی حالات، کمالات، کرامات، مبشّرات اور علمی کارناموں پر قلم اُٹھانا عوام و خواص سب کے لیے نہایت قیمتی تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتبِ مذکور صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں، انہوں نے ہم پر عظیم احسان فرمایا۔ کتاب کا ٹائٹل و کاغذ ماشاء اللہ عمدہ ہیں البتہ ایک گذارش کرتا چلوں کہ تالیف میں عموماً صحابہ کرام کے نام کے ساتھ "رضہ" مختصراً اور بزرگوں کے نام کے ساتھ "رح" مختصراً لکھا جاتا ہے اس سے بچنا چاہیے۔ رضی اللہ عنہ، رحمہ اللہ دُعائیہ کلمات کو پورا لکھنا چاہیے۔ اُمید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا خیال رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اِس کتاب کو ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنادیں۔ آمین

چند اصول

(1) تبصرہ کے لیے کم از کم دو کتابوں کا آنا ضروری ہے اگرچہ وہ بڑی یا کئی جلدوں میں ہوں۔ (2) رسائل اور کتابچہ نما کتب پر تبصرہ سے معذرت ہے البتہ بہت قیمتی مضامین ہوں تو الگ بات ہے۔ (3) تبصرۂ نگار کو آزادانہ اور غیر جانب دارانہ تبصرہ کا حق حاصل ہوتا ہے اس لیے ہمیشہ تعریف اور مدح کا منتظر نہیں رہنا چاہیے غلطی کو کھلے دل سے تسلیم کرنا چاہیے اگر تبصرہ میں آجائے۔

علم کا دروازہ علماء محققین ہیں اُن سے علم سیکھو یا اُن کی صحبت میں رہو۔ (حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

اِرشاداتِ اکابر (20)

مولانا محمد عمر فاروق صاحب

ذکرِ دِل سے افضل ہے یا زبان سے؟

حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ذکر کے متعلق مختلف احکام ہیں: بعض احکام تو لفظ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، اُن میں زبان سے ذکر کرنا افضل ہے اور باقی جو ذکر زبان سے نہ کیا جائے اجر اُس پر بھی ملتا ہے۔ یہ ذکرِ قلبی ہے، جس سے ہر وقت دل میں یاد رہے مگر اس طریق میں قوی اندیشہ ہے قلب سے ذہول (بھول) ہو جانے کا اور ذکرِ لسانی میں یہ اندیشہ نہیں ہے اس اعتبار سے ذکرِ قلبی سے ذکرِ لسانی افضل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر صرف دل سے ذکر کرے گا تو زبان خالی رہے گی اور اگر زبان سے ذکر کرے گا تو اُس کے ساتھ دل بھی ادنیٰ توجّہ سے متوجّہ رہے گا۔ ہاں! جس وقت نیند کا غلبہ ہو اس وقت زبان سے ذکر نہ کرے کیوں کہ احتمال ہے کہ کچھ کا کچھ نکلنے لگے۔ حدیث شریف میں اس کو ''استعجامِ لسانی'' سے تعبیر فرمایا ہے۔ (ملفوظاتِ حکیم الاُمّت 103/1)

کلام میں متکلم کا اثر ہوتا ہے

حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ ہر کلام میں متکلم کے اثرات چھپے ہوئے ہوتے ہیں، کلام کو پڑھ کر آپ پہچان لیتے ہیں کہ یہ کسی عالم کا کلام ہے یا جاہل کا، شاعر کا کلام ہے یا غیرِ شاعر کا، غرض کلام میں متکلم کے اثرات غالب ہوتے ہیں، بلکہ کلام میں خود متکلم چھپا ہوتا ہے۔ اگر متکلم کو دیکھنا ہو تو اس کا کلام پڑھ لو اس کی کیفیّت عیاں (ظاہر) ہو جائے گی۔

(حکیم الاسلام ص 24)

تقویٰ پیدا کیجیے

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ اب دنیا میں صرف مادّہ اور مادّی چیزوں کا رواج ہے۔ تقویٰ پیدا کرنا اور اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم لینے کا راستہ لوگ بھول گئے ہیں، حالاں کہ نیک اور مقبول بندوں کا راستہ یہی ہے اور اِس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم ہیں اور جن پر خدا کا غضب ہے اُن کا راستہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے یقین اور عبادات و اِستعانت (مدد) سے بالکل بے پرواہ ہو کر، بے فکر ہو کر صرف مادّی لائنوں میں محنت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ (سوانح حضرت جی ص 743)

حادثاتِ دنیا کی تلخی کڑوی دوا کی مثل ہے۔ (حضرت مجدّد الفِ ثانی رحمہ اللہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مولانا محمد شریف صاحب، لاہور

نام ونسب: نام عبداللہ، کُنیت ابو عبدالرحمٰن والد کا نام مسعود، والدہ کا نام اُمِّ عبد تھا۔

قبولیّتِ اسلام: ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ بکریاں چرا رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کے تھن پر ہاتھ پھیر کر دعا کی تو وہ تھن دودھ سے بھر گیا۔ اس معجزہ نے آپ کے دل پر بے حد اثر کیا چناں چہ آپ نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (اُسُدُ الغابۃ 672/1)

آپ چھٹے مسلمان ہیں، آپ سے پہلے صرف پانچ شخص مسلمان ہوئے تھے۔ (طبرانی) اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ہمیشہ خدمتِ اقدس میں حاضر رہنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا خادمِ خاص بنا لیا۔

جوشِ ایمان: ابتدائے اسلام میں جب چند لوگ ایمان لائے تھے اس وقت تک کسی نے بھی بلند آواز کے ساتھ تلاوتِ قرآن کی جرأت نہیں کی تھی چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قریش کے مجمع عام میں کھڑے ہو کر تلاوت فرمائی تو تمام مشرکین غصہ سے مشتعل ہو کر آپ پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ چہرہ سوج گیا لیکن جوشِ ایمان میں ذرّہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ (اُسُدُ الغابۃ 672/1)

ہجرت: دو دفعہ حبشہ کی طرف اور تیسری دفعہ مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت فرمائی اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے۔

غزوات: تمام مشہور اور اہم جنگوں میں بڑی بہادری کے ساتھ حصّہ لیا۔

علم وفضل: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علم وفضل کے لحاظ سے دنیائے اسلام کے امام تسلیم کیے گئے ہیں۔ قرآن کریم کے سب سے بڑے عالم تھے۔ فرماتے ہیں کہ "ستر سورتیں میں نے خاص نبی علیہ السلام کے دہن (منہ) مبارک سے سن کر یاد کی تھیں"۔ (بخاری 748/2)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو اور سب سے پہلے ابنِ اُمِّ عبد کا نام لیا"۔ (مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) (بخاری ومسلم)

خصوصیات: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے خادمِ خاص تھے۔ مسواک اُٹھا کر رکھنا، جوتا پہنانا اور سفر کے موقع پر کجاوا کسنا اور لاٹھی مبارک لے کر جانا آپ کی خاص خدمتیں تھیں۔ نبی علیہ السلام کے جوتے اُٹھاتے تھے اسی وجہ سے "صَاحِبُ النَّعْلَیْنِ" کے لقب سے مشہور تھے۔ اس کے علاوہ آپ علیہ السلام کے ہم راز بھی تھے۔ ۱۲ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے۔

قرأت: میں غیر معمولی کمال حاصل تھا۔ تلاوتِ قرآن کا بے حد شوق رکھتے تھے اور تنہائی کے موقع پر عموماً اس سے دل منوّر فرمایا کرتے تھے۔ بسا اوقات خود نبی علیہ السلام بھی ان سے قرآن کی کوئی سورۃ پڑھوا کر سنتے اور لُطف اندوز ہوتے۔ روایات نقل کرنے میں بے حد احتیاط فرماتے تھے،

حدیث: نماز میں صفوں کو اچھی طرح درست رکھو کہ جگہ پُر ہو اور قدم برابر رہیں۔ (مسندِ احمد)

آپ کی تمام مرویات کی تعداد 848 ہے۔

فقہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جو فقہ کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔ خصوصاً فقہ حنفی کا زیادہ دار و مدار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کے اقوال وفتاویٰ پر ہے

نامعلوم مسائل میں کبھی رائے زنی سے کام نہ لیتے اور اپنے شاگردوں کو ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ جس چیز کو نہ جانتے ہو اس کی نسبت یہ نہ کہا کرو کہ ''میری رائے یا میرا خیال یہ ہے بلکہ صاف کہہ دیا کرو کہ میں نہیں جانتا''۔

اَخلاق: آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَخلاق اور سُنّتوں کے بہت پابند تھے۔ اس کے علاوہ مہمان نوازی کا نہایت شوق تھا آپ نے کوفہ میں ''موضع الرصادۃ'' کا مکان خاص طور سے مہمانوں کے لیے خالی کر دیا تھا۔

ایک واقعہ: ایک بار آپ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عیادت کرتے ہوئے پوچھا: آپ کو کس چیز کی شکایت ہے؟ آپ نے فرمایا: گناہوں کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ربّ تعالیٰ کی رحمت کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ کے لیے طبیب (معالج) کا انتظام کروں؟ آپ نے جواب دیا: طبیب (یعنی اللہ پاک) ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا میں آپ کے لیے کچھ ہدیہ وغیرہ کا انتظام کروں؟ آپ نے جواب دیا: مجھے اس کی ضرورت نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کی صاحبزادیوں کے کام آئے گا۔ آپ نے فرمایا: کیا آپ کو میری صاحبزادیوں پر فقر کا ڈر ہے۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کریں، بے شک میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی فقر وفاقہ نہ پہنچے گا۔ (تفسیر ابنِ کثیر 512/7)

وفات: جب سفرِ آخرت کا یقین ہو گیا تو حضرت زبیر اور ان کے صاحبزادہ کو بلا کر اپنے مال واسباب اور اولاد پر اور خود اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق وصیتیں فرمائیں۔ ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں وفات پائی۔ عمر ساٹھ سال سے کچھ زیادہ پائی۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپردِ خاک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

آمین ثم آمین

حدیث: کاشت کاری کیا کرو کیوں کہ اس میں برکت رکھی گئی ہے۔ (ابوداوٗد)

بقیہ تین کاموں میں اِحتیاط کیجئے

ماں فجر کی نماز پڑھ کر، اللہ کے ذکر کے ساتھ لسی بنایا کرتی تھیں اور نماز روزہ کی پابند تھیں، سادہ کھانا بناتی تھیں مگر اس کھانے کے کھانے والے پکّے نمازی تھے، اب جیسا بے دینوں اور پاکی سے نابلد لوگ کا بنایا ہوا کھانا کھایا جاتا ہے ویسے ہی نماز سے بے پرواہی کی جاتی ہے۔ بہر حال ان تینوں کاموں میں احتیاط کرنی چاہیے، ان کو صرف ضرورت کی حد تک ہی محدود رکھنا چاہیے۔

روزانہ ورزش کا معمول بنائیے، والدین کی باتوں کو توجّہ سے سنئیے، مسجد و مدرسہ میں درسِ حدیث، درسِ قرآن اور جمعہ کے وعظ کا احترام کیجئے، کوشش کیجئے کہ گھر کا بنا پاکیزہ کھانا کھائیں تا کہ ہمارا دنیا کا وقت اور سرمایہ آخرت میں ہمارے کام آئے کیوں کہ یہ وقت دوبارہ نہیں ملے گا۔

اللہ ہر طرح سے ہماری مدد اور حفاظت فرمائے۔ آمین

دُعا برائے عافیت اہل وعیال:

ایک صحابی جن کو اپنی اولاد اور اہل وعیال اور مال میں تین نقصان کا خوف تھا اُن کو نبی کریم ﷺ نے یہ وظیفہ سکھلایا اور صبح وشام پڑھنے کو فرمایا:

بِسمِ اللّٰہِ عَلٰی دِینِی وَنَفسِی وَوَلَدِی وَاَھلِی وَمَالِی. (کنز العمّال: 636/2 حدیث: 4956)

اگر دُعائے انس (جو بیک ٹائٹل پر ہے) کو یاد کرلیں تو یہ دُعا خود اس میں آجائے گی اور زیادہ بہتر ہوگا۔

قرآن کریم ایک عظیم نعمت

قرآن مجید کو نازل کرنے کے لیے

...... جو فرشتہ منتخب کیا گیا (جبرائیل علیہ السلام) وہ تمام فرشتوں میں سب سے افضل۔ ...... جو نبی منتخب کیے گئے (نبی کریم ﷺ) وہ تمام انبیاء کے سردار۔

...... جو رات منتخب کی گئی (لیلۃ القدر) وہ تمام راتوں سے افضل۔ جو مہینہ منتخب کیا گیا وہ تمام مہینوں کا سردار ...... جو زبان منتخب کی گئی (عربی) وہ تمام زبانوں سے افضل۔

...... جو اُمّت منتخب کی گئی (اُمّتِ محمدیہ) وہ تمام اُمّتوں میں سب سے اعلیٰ اُمّت۔

...... اس مقدّس کتاب میں جو سیاہی استعمال کر لی جائے اور جو کاغذ اس میں لگ جائے اس کا یہ مقام ...... کہ بغیر پاکی حاصل کیے ہوئے اس کو ہاتھ لگانا منع ہو جائے ...... یہاں تک کہ جو کپڑا بطورِ جُزدان کے استعمال ہو وہ تمام کپڑوں میں باعثِ فخر۔

...... جس دماغ نے قرآن مجید کو سمجھا، جس حافظ نے اس کو اپنے اندر سمویا، جس زبان نے اس کی تلاوت کی، جس کان نے اس کی سماعت کی اور جو قلب اس کی طرف متوجّہ ہوا وہ تمام کائنات میں زیادہ خیر اور فضیلت پانے والا ہوگا، ظاہر ہے اتنی مقدّس کتاب کہ جس کا پڑھنا، سننا، دیکھنا، ہاتھ لگانا اور گھر میں رکھنا سراپا خیر ہی خیر ہے اس کے آداب کالحاظ رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ لہٰذا اس کے آداب کا خیال کیجئے۔

حدیث: اللہ کی عظمت کرو وہ تمہیں بخش دے گا۔ (مسندِ احمد 199/5)

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

یکے از تلامذہ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ

صبر اور بے صبری کا معیار

قرآن کریم اور احادیثِ طیبہ میں صبر کا حکم دیا گیا ہے اور جزع فزع (زور زور سے رونا پیٹنا) سے منع کیا گیا ہے یہ بات بالکل بدیہی (واضح) ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مصائب پر رنج کا ہونا ایک طبعی بات ہے اور اس رنج و غم کے اظہار کے طور پر بعض الفاظ بھی آدمی کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔

اب وضاحت طلب بات یہ ہے کہ صبر اور بے صبری کا معیار کیا ہے؟ اس سلسلہ میں کتاب وسنّت اور اکابر کے ارشادات سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی حادثہ کے موقع پر ایسے الفاظ ادا کیے جائیں جن میں حق تعالیٰ کی شکایت پائی جائے (نعوذ باللہ) یا اس حادثہ کی وجہ سے شرعی احکام چھوٹ جائیں مثلاً نماز قضا کر دے یا کسی شریعت کی منع کردہ چیز کا ارتکاب کرے مثلاً بال نوچنا، چہرہ پیٹنا (گریبان پھاڑنا) تو یہ بے صبری ہے اور اگر ایسی بات نہ ہو تو صبر کے خلاف نہیں۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل 416/8)

مرنے کے بعد سب سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟

مرنے کے بعد مُردے کے مال میں سے پہلے تو اس کے گور وکفن کا سامان کریں، پھر جو بچے اس سے قرض ادا کریں، اگر مُردہ کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگا دیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا، وصیت کی ہو یا نہ کی ہو قرضہ کا ادا کرنا بہر حال مقدّم ہے، اور بیوی کا مہر بھی قرضہ میں داخل ہے۔

اگر قرضہ نہ ہو یا قرضہ سے کچھ مال بچ رہے تو دیکھنا چاہیے کہ وصیت تو نہیں کی؟ اگر وصیّت کی ہے تو صرف تہائی مال میں وہ جاری ہوگی، اور اگر نہیں کی یا وصیّت سے جو بچا ہے وہ سب وارثوں کا حق ہے، شریعت میں جن جن کا حصّہ ہو کسی عالم سے پوچھ کر دے دینا چاہیے، جو دستور ہے کہ جو جس کے ہاتھ لگا لے بھاگا بڑا گناہ ہے، یہاں نہ دیں گے تو قیامت میں دینا پڑے گا، جہاں روپے کے بدلے میں نیکیاں دینی پڑیں گی، اسی طرح لڑکیوں کا حصّہ بھی ضرور دینا چاہیے شریعت میں ان کا بھی حق ہے۔

(بہشتی زیور 61/5)

تجہیز و تکفین اور ادائیگی (قرض) اور وصیّت پوری کرنے کے بعد جو مال بچے وہ سب وارثوں کا مشترک ہے، خواہ کپڑا ہو یا برتن یا کتابیں یا گھر کا سامان یا روپیہ یا جائیداد سب مشترک ہے، کسی ایک شخص کو اس میں تصرّف کرنا خواہ اپنے قبضہ واستعمال میں لاکر، خواہ دوسرے کو ثواب کے لیے یا دنیاوی مصلحت کے لیے دینا بالکل ناجائز ہے۔ (صفائی معاملات ص 27)

حدیث: اپنی تنگی اور فراخی کی حالت میں خدا کی نافرمانی سے بچو۔ (کشف الخفاء 43/1)

زبان کی نعمت اور اُس کا شکر

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ (البلد: 8، 9)
”کیا ہم نے انسان کے لیے نہیں بنائیں دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ“۔

یہ زبان جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس میں ذرا غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے مانگے عطا فرمائی ہے، زبان ایک ایسی مشین ہے کہ پیدائش سے لے کر مرتے دم تک ہمارا ساتھ دے رہی ہے اور چل رہی ہے، آدمی نے ادھر ذرا ارادہ ہی کیا اس نے کام شروع کر دیا، چوں کہ اس مشین کو حاصل کرنے کے لیے ہم نے کوئی محنت و مشقت اور کوئی رقم خرچ نہیں کی اس لیے اس نعمت کی قدر معلوم نہیں ہوتی، زبان کی نعمت کی قدر اس سے پوچھئے جو اس نعمت سے محروم ہے کہ زبان تو موجود ہے مگر بولنے پر قدرت نہیں ہے، کچھ کہنا چاہتا ہے مگر کہہ نہیں پاتا، دل میں جذبات اور اُمنگیں جنم لیتی ہیں مگر ان کا اظہار نہیں کر سکتا، اس سے پوچھئے! وہ بتائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کتنی بڑی نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زبان کو اس پیارے طریقہ سے بتیس دانتوں کے درمیان جوڑا ہے کہ زبان اپنا کام کرتی جاتی ہے اور دانت اور داڑھ اپنا کام مگر زبان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ زبان میں بہت سی نعمتیں ہیں: عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (الرحمٰن: 4) (انسان کو) بولنا سکھایا۔ ہر انسان کی آواز نئی، ترنم جُدا، چکھنے کو ذائقہ دِیا، ہضم کرنے کو لعاب دِیا۔ زبان جیسی عظیم نعمت کا شکر یہ ہے کہ زبان سے اچھی باتیں کی جائیں مثلاً اللہ کا ذکر، تلاوتِ قرآن، نیکی کا حکم، برائی سے روکنا وغیرہ اور فضول باتیں نہ کی جائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ.....

”انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دے“۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح عربی کا مقولہ ہے مَنْ كَثُرَ كَلَامُهٗ كَثُرَتْ خَطِيْئَتُهٗ (الزہد لابن المبارک 289/1)
”جس کی باتیں زیادہ ہوں گی اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی“۔ خاموش رہنے سے دِل میں حکمت کی باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ پس زبان کے شکر میں یہ بھی ہے کہ اس کو گناہوں سے بچا کر رکھے اور اس سے فضول بات چیت نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین

مرسلہ: جناب بلال حیدر صاحب، حیدر آباد

اسلامی لباس مقاصد / اُصول / اقسام

لباس کی تعریف

مَایُلبَسُ ''جس کو پہنا جائے''۔

کھانا، پینا اور بچے جننا تو حیوانات کو بھی حاصل ہے مگر لباس کی نعمت انسانوں کو ہی حاصل ہے۔ تمام حیوانات برہنہ ہیں۔ لباس کی ضرورت سے بے پرواہ ہیں مغرب کی تقلید میں ہمارا معاشرہ لباس کی نعمت سے محروم ہوتا جا رہا ہے اور برہنگی اور مختصر لباس کو روشن خیالی سمجھا جا رہا ہے۔ جب کہ لباس انسانوں کے لیے حُسن کا ذریعہ بھی ہے اور حیوانات سے امتیازی وصف بھی ہے۔

مرسلہ
مولانا محمد اکرم علی صاحب، لاہور

اسلامی لباس کے دو مقاصد ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا۔ (الاعراف:26)

''اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو کہ تمہارے ستر کے حصّہ چھپانے اور زینت کا ذریعہ ہے''۔ لباس کا اوّل مقصد ''ستر کے حصّہ کو چھپانا'' ہے اور دوسرا مقصد ''زینت حاصل کرنا'' ہے۔

یاد رہے! کہ نماز میں عورتوں اور مردوں کے لیے ستر چھپانا فرض ہے، عورت کا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں ستر میں داخل نہیں ہیں، جب کہ چہرہ پردہ میں داخل ہے اور غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔

اِسلامی لباس کے اُصول چار ہیں

1 ...... ستر (ناف سے گھٹنے تک) ڈھانپنا۔

2 ...... مردوں کا لباس عورتوں کے مشابہ نہ ہو اور عورتوں کا لباس مردوں کے مشابہ نہ ہو۔

3 ...... مسلمانوں کا لباس کافروں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔

4 ...... لباس سے نمائش (یعنی لوگوں کو دِکھانا) مقصود نہ ہو۔

لباس کی اقسام

1 **واجب**: وہ لباس جس سے انسان کا اپنے ستر کو چھپانا ضروری ہے۔

2 **حرام**: وہ لباس جس کا پہننا قطعی طور پر حرام ہے مثلاً مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے، جب کہ عورتوں کے لیے جائز ہے۔

3 **مستحب**: وہ لباس جو شریعت میں پسندیدہ شمار کیا جاتا ہے جیسے عیدین کے موقع پر صاف ستھرا اور نیا لباس پہننا، یا جمعہ کے دن اچھا لباس پہننا۔

4 **مکروہ**: صاحبِ حیثیت آدمی اگر میلا کچیلا یا پھٹا پُرانا لباس استعمال کرتا ہے تو وہ اس کے لیے مکروہ ہے۔ ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے اچھا لباس پہننے کا حکم دیا ہے جو اس کی حیثیت کے مطابق ہو (مگر اس کو پہن کر بڑائی کا مظاہرہ کرنا بُرا ہے)۔

5 **مباح**: وہ لباس جو نہ تو ضروری ہو اور نہ ہی اس سے منع کیا گیا ہو۔ غرض یہ کہ ستر کا چھپانا انسانی فطرت میں داخل ہے، جب کہ عریانی (ننگا پن) خلافِ فطرت ہے۔

حدیث: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل و انصاف کرو۔ (مسلم)

دِل کو آئینہ کی طرح صاف و شفاف کیجئے

مرسلہ
جناب محمد یوسف کمبوہ صاحب
ڈیرہ اسماعیل خان

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے ایک حکایت بیان کی ہے جس کو مولٰنا رومی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینیوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ رومیوں نے کہ ہم اچھے کاری گر ہیں، چینیوں نے کہا ہم اچھے کاری گر ہیں۔ بادشاہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا، بادشاہ نے کہا: تم دونوں اپنی اپنی صفائی دکھلاؤ! دونوں کی کاری گری کا موازنہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اس کی صورت یہ تجویز کی گئی کہ بادشاہ نے ایک مکان بنوایا، اور اس کے درمیان پردے کی ایک دیوار کھڑی کردی۔ چینیوں سے کہا آدھے مکان میں تم اپنی کاری گری دکھلاؤ، اور رومیوں سے کہا کہ دوسرے آدھے میں تم اپنی صناعی (کاری گری) کا نمونہ پیش کرو۔ چینیوں نے تو دیوار پر پلستر کر کے قسم قسم کے بیل بوٹے، پھول، پتے رنگ برنگ کے بنائے اور اپنے حصّہ کو مختلف نقش و نگار اور رنگا رنگ بیل بوٹوں سے گل و گلزار بنا دیا۔

اُدھر رومیوں نے دیوار پر پلستر کر کے ایک بھی پھول، پتہ نہیں بنایا، اور نہ ہی کوئی ایک رنگ لگایا بلکہ دیوار کے پلستر کو صیقل کرنا (رگڑنا) شروع کیا اور اتنا شفاف اور چمک دار کر دیا کہ اس میں آئینہ کی طرح صورت نظر آنے لگی۔ جب دونوں نے اپنی اپنی کاری گری ختم کر لی تو بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔ بادشاہ آیا اور حکم دیا کہ درمیان سے دیوار نکال دی جائے، جونہی دیوار بیچ (درمیان) میں سے ہٹی، چینیوں کی وہ تمام نقاشی اور گل کاری رومیوں کے حصّے میں نظر آنے لگی، اور تمام بیل بوٹے رومیوں کی دیوار میں منعکس (ظاہر) ہو گئے جسے رومیوں نے صیقل (صاف) کر کے آئینہ بنا دیا تھا۔ بادشاہ سخت حیران ہوا کہ کس کے حق میں فیصلہ دے، کیوں کہ ایک ہی قسم کے نقش و نگار دونوں طرف نظر آرہے تھے۔ آخر کار اس نے رومیوں کے حق میں فیصلہ دیا کہ ان کی صناعی (کاری گری) اعلیٰ ہے کیوں کہ انہوں نے اپنی صناعی (کاری گری) بھی دِکھلائی اور ساتھ ہی چینیوں کی کاری گری بھی چھین لی۔

مولٰنا رومی رحمہ اللہ نے اس قصّہ کو نقل کر کے آخر میں بطورِ نصیحت کے فرمایا ہے: اے عزیز! تو اپنے دِل پر رومیوں کی صناعی (کاری گری) جاری کر، یعنی اپنے دِل کو ریاضت و مجاہدہ سے مانجھ کر اتنا صاف کر لے کہ تجھے دنیا کے سارے نقش و نگار اپنے دِل میں نظر آنے لگیں یعنی تو اپنے دِل سے ہر قسم کا مادی میل کچیل نکال پھینک اور اُسے علومِ ربّانی کی روشنی سے منوّر کر دے۔ **نوٹ:** موجودہ دور میں سب سے بڑا مجاہدہ یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر رکھیں اور نیکیوں پر جمے رہیں۔ (ماخوذ از: بکھرے موتی)

سو صحابیات رضی اللہ عنہن کے مبارک نام

از مدیر ماہنامہ علم وعمل، لاہور

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(1) آسیہ (2) آمنہ (3) اُثیلہ (4) اروٰی (5) اَسماء (6) اُمامہ (7) اُمیمہ

(8) اُنیسہ (9) بادیہ (10) بَرزہ (11) بَرکہ (12) برّہ (13) بسرہ (14) بشیرہ

(15) بَیضاء (16) ثمیمہ (17) ثُوَیبَہ (18) جمرہ (19) جمیلہ (20) جُویریہ (21) حِبیبہ

(22) حذافہ (23) حَرملہ (24) حسّانہ (25) حَفصہ (26) حلیمہ (27) حَولاء (28) حیّہ

(29) خالدہ (30) خدیجہ (31) خَرقاء (32) خُزیمہ (33) خلیدہ (34) یُسیرہ (35) خنساء

(36) خَولہ (37) خُوَیلَہ (38) رائعہ (39) رباب (40) رزینہ (41) رُفَیدہ (42) رُقیّہ

(43) رَملہ (44) رَمیثہ (45) رَوضہ (46) ریحانہ (47) ربطہ (48) زائدہ (49) زرینہ

(50) زِنّیرہ (51) زینب (52) سائبہ (53) سَدوس (54) سدیسہ (55) سعدہ (56) سُعدیٰ

(57) سعیدہ (58) سعیرہ (59) سکینہ (60) سلامہ (61) سلمیٰ (62) سُمیّہ (63) سَہلہ

(64) شفاء (65) شموس (66) شمیلہ (67) صفیّہ (68) طلیحہ (69) ظبیہ (70) عاتکہ

(71) عائشہ (72) عَفراء (73) عقیلہ (74) عَلاثہ (75) عُلیَّہ (76) عمّارہ (77) عمیرہ

(78) عفیرہ (79) فاختہ (80) فارعہ (81) فاطمہ (82) فُکیہہ (83) قُتیلہ (84) قریبہ

(85) قفیرہ (86) قَیلہ (87) کبشہ (88) کریمہ (89) لبابہ (90) لُبنیٰ (91) ماریہ

(92) نہدیہ (93) مریم (94) مَلیکہ (95) میمونہ (96) نائلہ (97) نُدبہ (98) ہالہ

(99) ہُریرہ (100) ہند۔ (اُسُدُالغابۃ)

بچیوں کو ڈائٹنگ سے روکیے!

عموماً گھر میں بچیاں کھانوں میں بہت پرہیز اور احتیاط کرتے ہوئے کم کھانا اس لیے کھاتی ہیں کہ کہیں ہم موٹی نہ ہوجائیں۔ بچیوں کی مائیں یادرکھیں کہ یہ بچیاں امانت ہیں ان کی صحت ڈائٹنگ میں نہیں خوب کھانے پینے میں ہے۔

نیز جو خواتین یا بچیاں تعلیم میں مصروف ہوں یا گھریلو کام کاج زیادہ ہوں تو انہیں خوب کھانا پینا چاہیے، چاہے وہ چالیس سال کی عمر سے زیادہ کی ہوں کیوں کہ کل کلاں بچیوں پر بہت سی ذمّہ داریاں آنے والی ہوتی ہیں، شادی، ولادت جیسے عظیم مسائل میں وہی خواتین ثابت قدم رہتی ہیں جنہوں نے بچپن سے کھانا پینا خوب رکھا ہو اس، لیے اسمارٹ ہونے کے شیطانی حیلہ سے ہوشیار رہیے، ورزش بے شک کریں مگر کھانا بہت کم کرنے سے رُکیے نیند اور غذا درست رکھئے، موبائل کا استعمال کم کیجئے اور تمام عبادات بروقت ادا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔ آمین

اٰمِیْنَ ثُمَّ اٰمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

روز کے روز اپنے گناہوں کا جائزہ لے کر ان کا خاتمہ کرتے رہیے۔ (از مدیر)

نبی ﷺ کا فرمان ہے

نکاح میری سنّت ہے

جس نے میری سنّت سے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں۔ (مشکوٰۃ)

مرسلہ
جناب محمد قاسم علی صاحب

دنیا میں محبّت کی ادائیں بھی ہیں اور بُغض کی فضائیں بھی، محبّت کے دل کش نظارے بھی ہیں اور بُغض کے دہکتے انگارے بھی، لیکن ان کے اسباب مختلف ہیں..... کہیں محبّت حُسن کی وجہ سے کی جاتی ہے اور کہیں مال کی وجہ سے اور کہیں حسب ونسب کی وجہ سے اور کہیں شجاعت اور بہادری کی وجہ سے اسی طرح بغض کے اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''محبّت کا جوڑ لگانے والی چیزوں میں سے نکاح کا جوڑ سب سے زیادہ مضبوط اور پائیدار ہے''۔ (ابنِ ماجہ)

نکاح سے محبّت بڑھتی بھی ہے اور باقی بھی رہتی ہے، کبھی مرد ایک خاندان کا ہوتا ہے جب کہ عورت دوسرے خاندان کی، کوئی عربی کوئی عجمی، کوئی ایشیائی کوئی افریقی، کوئی بڑا کوئی چھوٹا لیکن جب آپس میں نکاح کا تعلق قائم ہوتا ہے تو ایک نہ ختم ہونے والی محبّت ان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ سچّی محبّت کرنے والے اور سچّی خیر خواہی کرنے والے ہو جاتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ہم درد ہو جاتے ہیں (بشرطیکہ سلیم الفطرت ہوں)۔ اس سے بھی بڑھ کر معاشرہ میں ان دونوں کا مقام و مرتبہ بڑھ جاتا ہے اور دونوں کو عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کو اولاد جیسی نعمت سے نوازتے ہیں جو نعمت بے نکاحوں کو پوری زندگی نہیں ملتی ہے۔ نکاح کے جوڑ سے اللہ ربّ العزّت دو اجنبی خاندانوں میں بھی ہمدردی اور محبّت پیدا فرما دیتے ہیں جو آگے چل کر معاشرہ کو سنوارنے میں بہت مددگار و معاون ثابت ہوتی ہے، کہیں عورت کا والد اپنے سمدھی (داماد کے والد) کی عیادت کے لیے جا رہا ہے، کہیں عورت کی ساس اپنی سمدھن (اس کی والدہ) کے حالات معلوم کرنے جا رہی ہے، کہیں داماد ساس کے ساتھ محرم ہو جانے کی وجہ سے حج پر جا رہا ہے۔ بالخصوص اگر ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ بھی ہو تو نکاح دو خاندانوں ہی میں نہیں بلکہ کئی خاندانوں اور کئی نسلوں تک اسلام کی تعلیمات پہنچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ آج اتنی خوبیوں اور نعمتوں سے مالا مال نعمت کو ہمارے معاشرہ میں زحمت سے تبدیل کیا جا رہا ہے اور نکاح سے نفرت دلانے کے لیے کئی حربے استعمال کئے جا رہے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے دشمن (کفّار) نے ہم سے جس طرح ایمان داری اور وفاداری وغیرہ جیسی نعمتوں کو چھین لیا ہے۔ اسی طرح وہ اب ہم سے عفّت اور پاک دامنی والی زندگی چھین کر، آزادی کے سنہرے خواب دکھا کر ہمیں بے حیائی، بے غیرتی اور فحاشی کے گہرے گڑھوں میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین

مؤمنوں کے لئے قبر میں بڑی راحت والی نیند ہے۔ (ایک نیک خاتون، از صفحاتِ نیّرات)

شیطان سے حفاظت بھلا کیوں کر ممکن ہے؟

سنّت اور شیطان دو متضاد چیزیں ہیں، یہ دونوں جمع نہیں ہوسکتیں، اگر ہمارے ہاتھ میں سنّت کی تلوار لہلہارہی ہوگی تو شیطان ہمارے قریب بھی نہیں آسکتا، اگر ہم سنّت سے دوری اختیار کریں گے تو ہمارا دُشمن شیطان ہم پر آسانی سے حملہ کر سکے گا۔ اور اگر ہم نے سنّت سے منہ موڑا تو شیطان بآسانی ہمارے کاموں میں دخل اندازی کر سکے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے کاموں سے برکت رُخصت ہو جائے گی۔

علامہ ابنِ ابی الدنیا رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ نیک لوگوں میں سے کسی کا قول ہے کہ ایک مرتبہ ایک شیطان دوسرے شیطان سے ملا تو پوچھا کیا بات ہے کمزور لگ رہے ہو؟ اس نے کہا میں ایسے شخص کے ساتھ ہوں جو اگر کھاتا ہے تو بِسمِ اللّٰہ پڑھتا ہے میں بھوکا رہ جاتا ہوں، اور پیتا ہے تو بِسمِ اللّٰہ پڑھتا ہے میں پیاسا رہ جاتا ہوں۔ دوسرے شیطان نے کہا لیکن میں تو ایسے شخص کے ساتھ ہوتا ہوں جو کھاتے پیتے وقت اور بیوی سے ملتے وقت بِسمِ اللّٰہ نہیں پڑھتا ہے تو میں اس کے ساتھ کھاتا بھی ہوں اور پیتا بھی ہوں اور بیوی سے ملنے میں بھی شریک ہوتا ہوں۔

لہٰذا اِن باتوں سے معلوم ہوا کہ اگر ہم تمام سنّتوں کو مضبوطی سے تھام لیں گے تو شیطان سے محفوظ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

(از توشۂ صابرین و ذخیرہ شاکرین)

مرسلہ: جناب محمد قاسم عمر صاحب، گجرات

نماز

پھول رحمت کے کھلاتی ہے نماز
رستہ جنت کا دکھاتی ہے نماز

آگ دوزخ کی بُجھاتی ہے نماز
ہر بُرائی سے بچاتی ہے نماز

شاہ و گدا[1] میں بھی نہیں رکھتی تمیز[2]
فرق دنیا کے مٹاتی ہے نماز

سو ہنے ربّ سے مسلمانو! سنو
ہر نمازی کو ملاتی ہے نماز

درس[3] دیتی ہے طہارت[4] کا نماز
پاک رہنا بھی سکھاتی ہے نماز

وقت کا پابند نظم[5] کا خوگر[6]
ہر نمازی کو بناتی ہے نماز

1. بادشاہ و فقیر
2. فرق
3. سبق
4. پاک رہنے
5. انتظام
6. عادی

حدیث: ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اہلِ جنّت کے چراغ ہیں۔ (مسندِ فردوس دیلمی)

اپریل فول ...... حقیقت کیا ہے؟

سر نعیم سجّاد کے موبائل کی گھنٹی بجی، اس وقت وہ چھٹی جماعت کو ریاضی کا سبق پڑھا رہے تھے، اُن کے بورڈ پر تیزی سے چلتے ہوئے ہاتھ رُک گئے۔ ''السّلام علیکم. انہوں نے مارکر میز پر رکھا اور کال رسیو کرتے ہوئے بولے'' وعلیکم السّلام امجد صاحب! ''وہ آپ کے والد صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور وہ سخت زخمی ہیں، آپ جلدی سے جناح ہسپتال آجائیں''۔ دوسری طرف سے جلدی جلدی اور گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا گیا۔ ''کیا..؟'' سر نعیم سجّاد کے تو یہ خبر سن کر ہوش ہی اُڑ گئے۔ موبائل اُن کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا'' آپ کون بات کر رہے ہیں؟ انہوں نے پوچھنا چاہا لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا''۔ ''بچو! بقیہ سبق کل پڑھیں گے میرے والد صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، میں اُن کے پاس ہسپتال جا رہا ہوں''۔ سر نعیم سجّاد پریشانی سے بولے ''سر! ایک منٹ'' سر نعیم سجّاد ابھی جماعت سے نکلنے کے لیے مُڑے ہی تھے کہ وقاص رشید بول اُٹھا، وقاص رشید کا شمار جماعت کے لائق ترین طلبہ میں ہوتا تھا'' سر! آپ اپنے والد صاحب کے موبائل پر اُن سے رابطہ کر لیں، ہو سکتا ہے یہ جھوٹ ہو''۔ ''نہیں بھئی! بھلا کسی کو یہ جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؟'' سر نعیم سجّاد بولے۔ ''کم از کم آج کے دن تو ضرورت پیش آسکتی ہے کیوں کہ آج'' یکم اپریل'' ہے یعنی اپریل فول'' وقاص بولا۔ ''اوہ! شاید یہی بات ہے سر نعیم سجاد بولے اور اپنے والد صاحب سے رابطہ کیا تو وہ واقعی بالکل ٹھیک تھے۔ کسی نے اُن کے ساتھ مذاق کیا تھا۔ وقاص بیٹا آپ کی بات ٹھیک نکلی واقعی کسی نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے''۔ سر نعیم سجّاد تھکے تھکے سے انداز میں دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے اور بولے، افسوس! ہم مسلمان کتنے بھولے ہیں جو مغرب کی اندھی تقلید میں لگے ہوئے ہیں۔ اب اپریل فول ہی کو لے لیجئے اس رسم کے تحت یکم اپریل کو جھوٹ بول کر کسی کو دھوکا دینا اور دھوکا دے کر اُسے بے وقوف بنانا نہ صرف جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ اسے ایک کمال اور فن قرار دیا جاتا ہے (حالانکہ شرعاً یہ مذاق بہت بڑا گناہ ہے)۔ یہ مذاق جسے درحقیقت بدمذاقی کہنا چاہیے، نہ جانے کتنے لوگوں کو بلاوجہ جانی اور مالی نقصان پہنچا چکا ہے''۔ ''سر نعیم سجّاد دُکھ بھرے لہجے میں بولے۔ سر! اپریل فول کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی ابتداء کس طرح ہوئی؟ جماعت میں سے ایک طالب علم عمر سہیل نے پوچھا'' بچو! اپریل فول کی ابتداء کے بارے میں مؤرخین کے مختلف بیانات ہیں۔

1. بعض لوگ کہتے ہیں کہ 21 مارچ سے موسم میں تبدیلی آنا شروع ہوتی ہے۔ ان تبدیلیوں کو بعض لوگ اس طرح تعبیر کرتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے۔ لہٰذا لوگ بھی ایک دوسرے کو بے وقوف بناتے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا 496/1)

2. بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ اس دن رومیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اُڑایا تھا۔ پھر وہ نصیحت آمیز لہجہ میں بولے'' بچو! کبھی کسی کو تکلیف مت دینا''۔

مرسلہ
محمد فہیم عالم، لاہور

دوستی کن کن لوگوں سے نہیں کرنی چاہیے...

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کا فرمان

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت باقر رحمہ اللہ نے پانچ نصیحتیں کیں کہ بیٹا پانچ لوگوں سے دوستی نہ کرنا بلکہ اگر کہیں راستہ میں چل رہے ہوں تو ان کے ساتھ مل کر بھی نہ چلنا وہ اتنے خطرناک ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا ابا جان! کون لوگ؟ تو انہوں نے فرمایا:

مرسلہ
جناب محمد شاہد صاحب

(1) .... جھوٹے سے دوستی نہ کرنا۔ میں نے پوچھا کیوں؟ وہ فرمانے لگے اس لیے کہ وہ دور کو قریب اور قریب کو دور دکھائے گا اور تمہیں دھوکہ میں رکھے گا۔

(2) ..... میں نے پوچھا دوسرا کون ہے؟ فرمانے لگے تم کسی بخیل (کنجوس) سے دوستی نہ کرنا، میں نے کہا کیوں؟ فرمانے لگے وہ تمہیں اس وقت چھوڑ دے گا جس وقت تمہیں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی اور وہ دھوکہ دے گا، اس لیے اس سے بھی دوستی نہ کرنا۔

(3) ..... میں نے پوچھا: تیسرا کون ہے؟ فرمانے لگے فاسق وفاجر سے دوستی نہ کرنا یعنی جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو توڑنے والا ہو، میں نے پوچھا کس لیے؟ فرمایا اس لیے کہ وہ تمہیں ایک روٹی کے بدلے میں بیچ ڈالے گا بلکہ ایک روٹی سے کم کے بدلے میں بیچ ڈالے گا۔ میں (یعنی حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ) نے پوچھا ابا جان! ایک روٹی کے بدلہ میں بیچنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن ایک روٹی سے کم کے بدلہ میں کیسے بیچے گا؟ فرمایا: بیٹے! وہ ایک روٹی کی اُمید پہ تمہارا سودا کر دے گا اور تمہیں بھاؤ کا پتہ بھی نہیں چلنے دے گا یعنی فاسق وفاجر (گناہ گار) بندہ کا کیا اعتبار ہے جس نے اپنے خالق کے ساتھ وفاداری نہیں کی تو وہ بندوں کے ساتھ کیسے وفادار ہوسکتا ہے۔

(4) ..... بے وقوف سے دوستی نہ کرنا۔ میں نے پوچھا کس لیے؟ فرمایا اس لیے کہ وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا اور تمہیں نقصان پہنچا دے گا۔ مشہور ضرب المثل ہے کہ "بے وقوف کی دوستی سے عقل مند کی دشمنی بہتر ہے"۔ (5) ..... میں نے پوچھا پانچواں کون ہے؟

فرمایا: قطع رحمی (رشتے ناطے توڑنے والا)

بے وفا انسان کے ساتھ دوستی نہ کرنا کہ بے وفا بالآخر بے وفا ہوتا ہے۔

(بحوالہ خواتین کے لیے تربیتی بیان)

حدیث قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلِمْ تَسْلَمْ۔ [بخاری، کتاب تفسیر القرآن حدیث:4188]

ترجمہ اسلام لاؤ (جہنم سے) بچ جاؤ گے۔

حدیث اِسْمَحْ یُسْمَحْ لَکَ [مسند احمد، باب مسندِ بنی ہاشم 154/5، حدیث:2122]

ترجمہ درگذر کرو درگذر کیے جاؤ گے۔

حدیث اِسْمَاعُ الْاَصَمِّ صَدَقَۃٌ۔ [کنز العمّال، الفصل الثالث فی انواع الصدقۃ، 410/6 حدیث:16303]

ترجمہ اُونچا سننے والے کو سنانا صدقہ ہے۔

حدیث مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔ [بخاری، کتاب الرّقاق حدیث:6021]

ترجمہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

حدیث مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا عَلٰی اَعْمَالِھِمْ حُشِرَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ زُمْرَتِھِمْ [رواہ الخطیب فی تاریخہ 196/5]

ترجمہ جس شخص نے کسی قوم سے ان کے اعمال کی وجہ سے محبّت کی تو اس کا حشر قیامت کے دن اُن کے زمرہ میں کیا جائے گا۔

دُعا
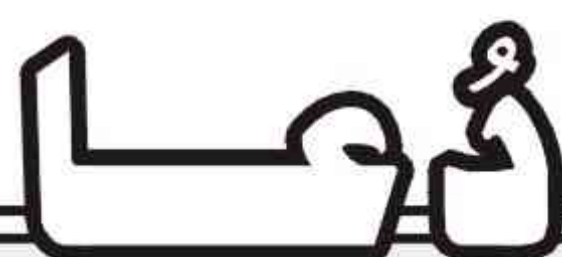
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

''اے اللہ! میں آپ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں دُنیا و آخرت میں''۔

[سننِ ابنِ ماجہ، کتاب المناسک، حدیث:2948]

معذرت و تصیح

شمارہ نمبر 76 کے صفحہ نمبر 19 پر دوسرے کالم میں ''راہِ حق'' کتاب پر تبصرہ کیا گیا تھا، اس کتاب کے ناشر میں ''ملتان'' کے بجائے ''لاہور'' لکھا گیا تھا، درست ''ملتان'' ہے، تصیح کرلی جائے۔

مہر

مہر کی کم از کم مقدار 10 درہم ہے۔

جو آج کل اندازاً 1500 روپے بنتی ہے۔

$52\frac{1}{2}$ تولہ چاندی کی قیمت آج کل اندازاً 29000 روپے بنتی ہے۔

روز کے روز نیکیوں میں اضافہ کیجئے۔ (از مدیر)

جامعہ کے شب و روز

الحمدللہ مسجد کی بالائی منزل کی تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

...الحمدللہ ۲۲/صفر ۱۴۳۱ھ بمطابق 7 فروری 2010ء بروز اتوار بعد از نمازِ عصر جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور میں (بسلسلہ ماہانہ بیان) شیخ الحدیث حضرت مولٰنا محمد قاسم صاحب دامت برکاتہم کا اِصلاحی بیان ہوا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ...''ہر ایک کا اِحترام بہت ضروری ہے تکلیف کسی کو نہ دیں اگر تکلیف یا مصیبت آجائے تو صبر سے کام لینا چاہئے۔ دُنیا میں ہم آئے ہی تکلیف کے لیے ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت راحت وسکون بھی ملتا ہے اِس لیے تکلیف یا مصیبت آنے پر پریشان نہ ہونا چاہیے، صبر سے کام لینا چاہیے۔ یہاں ہر طرح کی راحت مسلمان کو کیسے مل سکتی ہے؟ جنّت میں ہر طرح کی راحت ہوگی۔ کچھ لوگ جنّت میں ہی پیدا کئے جائیں گے مگر ان سے زیادہ جنّت کی قدر اُن لوگوں کو ہوگی جو دُنیا کی تھکاوٹ، اعمال کی پابندی کرکے گئے ہوں گے''۔

مسجد کے شمالی، جنوبی، مشرقی برآمدوں کے اُوپر تعمیر ہونا باقی ہے، اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر جس کا آغاز الحمدللہ کر دیا گیا ہے۔

قارئین کرام سے مدرسہ کی تعلیمی وتعمیری ضروریات کے بآسانی پورا ہونے کے لیے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

جامعہ کے سہ ماہی امتحان میں درجہ کتب میں اوّل، دوم، سوم آنے والے

طلباء کے نام جنہوں نے مدرسہ سے انعام حاصل کیا درج ذیل ہیں:

درجہ	اوّل	دوم	سوم
درجہ اُولیٰ:	منہاج الدین	محمد ارشاد	نذر الاسلام
درجہ ثانیہ:	ڈاکٹر امجد علی و ظفر اقبال	محمد شرافت	محمد حنیف
درجہ ثالثہ:	محمد بلال	محمد وقاص محمود	محمد شاہد اقبال
درجہ رابعہ:	نزاکت رفیق	احسان الحق	بابر حنیف
درجہ خامسہ:	محمد افضل	محمد شاہد	انیس الرحمٰن
درجہ سادسہ:	قاسم علی	مطیع اللہ	عثمان رمضان
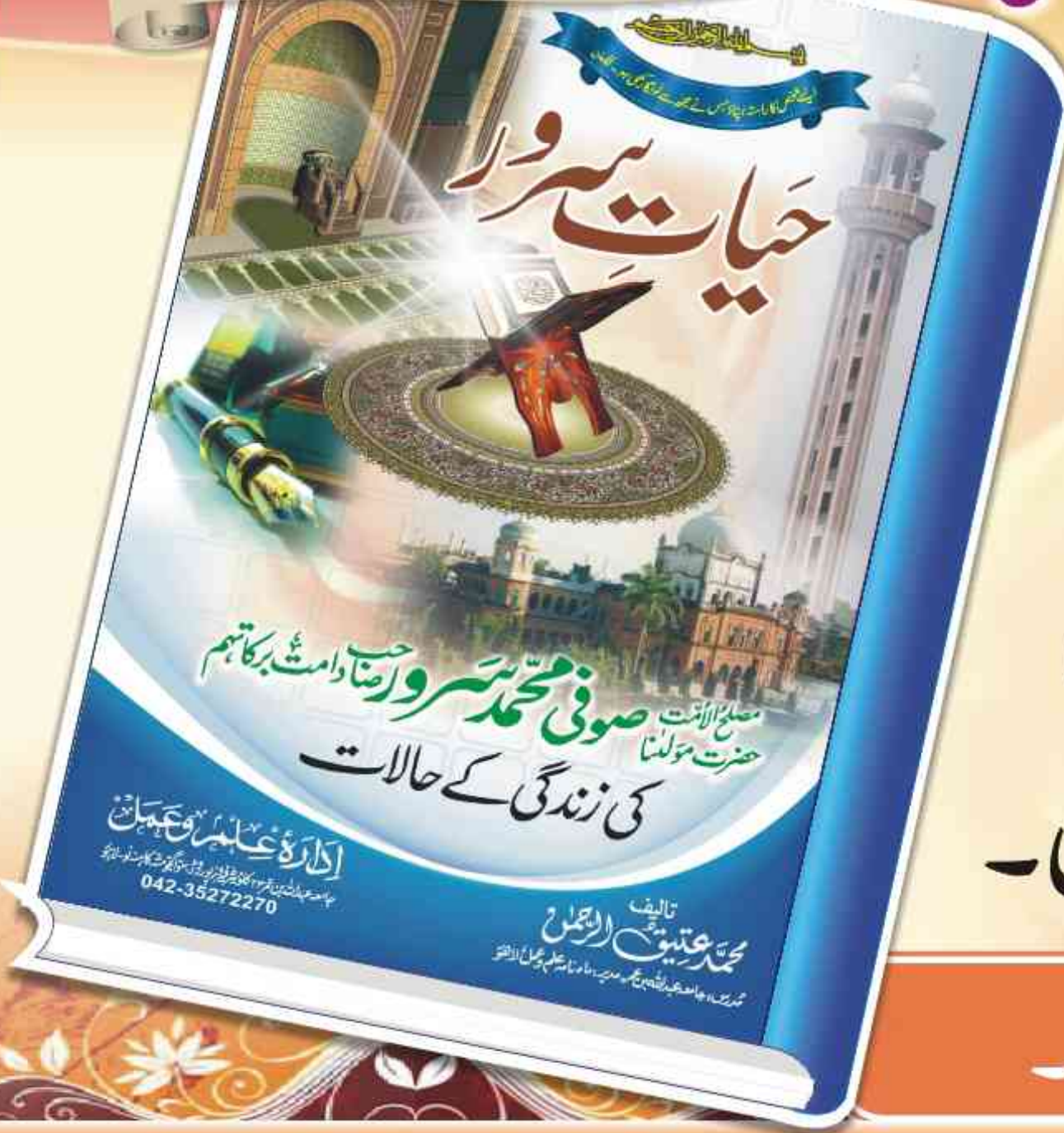
اپنے ایمان، جان، مال، اہل وعیال وحوادثات سے حفاظت کے لئے

دُعائے انس

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَ وَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیَ اللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّرِیْدٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ○ اِنَّ وَلِیِّ‌ۦَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْنَ○ [جمع الجوامع، کنز العمّال]